قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی — القرآن الکریم

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی

جون 94

ماہنامہ

المرشد

لاہور

اویسیہ سوسائٹی۔ کالج روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور ۵۴۷۰۰

ادارِیہ

لبیک اللّٰھم لبیک

چودہ سو سال پہلے یہ آواز دنیا کی عظیم ترین ہستی کے مبارک لبوں پر عرب کے صحرا میں گونجی تھی۔ اور آج تک ہر سال دنیا کے ہر گوشے سے مسلمانوں کی زبان اس آواز کو لیکر اسی صحرا کے اس شہر میں جمع ہوتے ہیں۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت پائی جہاں ان کو نبوت عطا ہوئی۔ جہاں سب سے پہلے اسلام قبول کرنیوالے کو کلمہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی شہر میں مسلمانوں پر ہر طرح کے ظلم ڈھائے گئے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت مسلمانوں کو وہ شہر چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی، اسی شہر پر اسلام کو فتح نصیب ہوئی، اسی شہر میں وہ مقام جو کبھی بتوں سے اٹا پڑا تھا صاف اور پاک کیا گیا اور اللہ کریم نے اُسے مسلمانوں کا کعبہ ٹھہرایا اور پھر مسلمانوں پر اس کا حج فرض کر دیا گیا۔

حج فرض ہونے کے بعد ہجرت کے دسویں سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پہلا اور آخری حج ادا کیا۔ آپؐ نے اس موقعہ پر جو خطبہ فرمایا وہ مسلمانوں کی رہنمائی کیلئے آجتک روشن مینار کا کام دیتا رہا ہے اور روز قیامت تک دیتا رہیگا۔ اس خطبے میں آپؐ نے جاہلیت کی تمام فرسودہ رسموں اور بیہودہ دستوروں کے خاتمے کا اعلان کیا اور فرمایا!

- تمہارا پروردگار ایک ہے کسی کو کسی دوسرے پر برتری حاصل نہیں، نہ عربی کو عجمی پر، نہ عجمی کو عربی پر، نہ گورے کو کالے پر، نہ کالے کو گورے پر، تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں۔ فضیلت و برتری کے تمام دعوے باطل ہو چکے ہیں۔ بزرگی و فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے
- دیکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں کشت و خون کرنے لگ جاؤ۔
- لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
- میں جاہلیت کے تمام خون و مال اور انتقام کے مطالبے مٹا رہا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارثؓ کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں۔
- اپنے ملازموں کا خیال رکھو، جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو انہیں پہناؤ۔
- جاہلیت کے تمام سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے ہی خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔
- عورتوں سے بہتر سلوک کرو۔ تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں، اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔
- اللہ نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دیدیا۔ اب کوئی کسی وارث کے حق میں وصیت نہ کرے۔
- میں تمہارے لیے وہ چیز چھوڑ چلا ہوں جسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ یہ اللہ کی کتاب (قرآن پاک) ہے۔
- دیکھو! دینی معاملات میں جھوٹ سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب تباہ و برباد کر دیئے گئے۔
- شیطان سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔
- اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت نماز ادا کرو۔ رمضان میں روزے رکھو خوشدلی کیساتھ زکوٰۃ دیتے رہو، حج کرو اور اپنے اولیائے امر کی اطاعت کرو تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔
- اَلا فَلیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوعیٰ مِن سَامِعٍ: سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ احکام اُن لوگوں تک پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں، ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو!

تاج رحیم

حق الیقین

قرآن حکیم نے انسانی زندگی کے صرف اور صرف دو راستے بتائے ہیں تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے ہر آدمی ان دو میں سے ایک راستے پر چل رہا ہے۔ دنیا میں صرف دو قومیں بستیں ہیں کافر اور مومن۔ اگر کفر کی مختلف اقسام ہیں تو وہ ایک ہی قوم کے مختلف قبیلے ہیں۔

الکفر مِلّتٌ وَّاحِدَۃ۔ کفر ایک ہی ملت ہے اس کی اقسام اگر ہیں تو وہ اس کی شاخیں ہیں اصل سب کی ایک ہے اور مومن دوسری قوم ہے کفر کے مقابلے میں دنیا کا ہر فرد یا اس فہرست میں ہے اور یا اس فہرست میں درمیان میں تیسری کوئی فہرست نہیں ہے اب دونوں کی پہچان کیا ہے کس طرح سے متعین ہو سکے کہ کون کس طرف ہے تو پہلے کفر کی پہچان ارشاد فرمائی۔ **اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا** ۔ وہ لوگ جنہیں اللہ کے روبرو حاضری کا یقین نہیں ہے اس کی انہیں کوئی توقع نہیں ہے ان کے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ بندے کو واپس اپنے خالق کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہو گا۔ چونکہ آئندہ کا کوئی کھٹکا نہیں ہے ان کے ذہن میں کسی باز پرس کا خیال نہیں ہے تو نتیجہ یہ ہوا

وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ وہ دنیوی نعمتوں پر مطمئن ہو گئے اس سے خوش ہو گئے اسی پر راضی ہو گئے حتیٰ کہ **وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا** ۔ اسی پر جم گئے اس سے ملنے کا نام نہیں لیتے ان کی ساری محنت ان کی ساری کاوش مفادات حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے **وَطْمَاَنُّوْا بِھَا** سے یہ مراد ہے یہ نہیں کہ انہیں اطمینان قلب نصیب ہو گیا مراد یہ ہے کہ دنیا کی طلب سے وہ ہاتھ اٹھانے کو تیار ہیں کفر میں اگر آپ عبادات کو مشاہدہ کریں تو کافر کی عبادات بھی دنیا کے حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں ہر بت کی خصوصیات اگر آپ پڑھیں تو کسی بت سے دنیا کی کوئی چیز وابستہ ہے کسی سے کوئی حاصل حصول دنیا ہے تو فرمایا جب لقائے الٰہی کی توقع نہ رہی امید نہ رہی عقیدہ ہی نہ رہا خیال ہی نہ رہے تو پھر وہ دنیا کی زندگی دنیا کی نعمتوں کے حصول میں بالکل یکسو ہو کر لگ گئے وہ انہیں حاصل کر سکے یا نہ کر سکے لیکن مرتے دم تک ان کی زندگی دنیوی مفادات کے حصول کے لئے وقف ہو گئی۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہماری باتوں سے غفلت اختیار کی حاصل کیا ہو گا اس ساری محنت اس ساری جدوجہد کا۔ وہ دنیا میں بہت بڑی سلطنت بنا لیں وہ دنیا میں بہت بڑے خزانے جمع کر لیں وہ دنیا میں بہت بڑی شہرت کما لیں نتیجہ کیا ہو گا فرمایا

اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمُ النَّارُ۔ انجام کار یہ سب جہنم کا ایندھن ہیں اور کوئی انہیں زبردستی دوزخ میں نہیں پھینکنے جا رہا بلکہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں جو ان کا کردار ہے اس کا حاصل ہی جہنم ہے یعنی جتنی محنت وہ کر رہے ہیں وہ محنت

ہی جہنم میں جانے کے لئے کر رہے ہیں **بِمَا کانوا یکسبون۔** جو کسب وہ کر رہے ہیں جو محنت کر رہے ہیں رات دن جو مزدوری کرتے ہیں بھاگ دوڑ کرتے ہیں ریشہ دوانیاں کرتے ہیں جوڑ توڑ کرتے ہیں سازشیں کرتے ہیں حصول مفادات کے لئے اور تکمیل خواہشات کے لئے یہ ساری محنت وہ خود کو جہنم تک پہنچانے کے لئے کر رہے ہیں۔

اب ان کے مقابلے میں دوسری قوم ہے **اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** ۔ وہ لوگ جنہیں ایمان نصیب ہوا۔ ایمان کا حاصل یہ ہے کہ انہیں لقائے الٰہی کا یقین ہو گیا انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس دنیا کا خالق ہے مالک ہے ہم اس کی نعمتیں استعمال کر رہے ہیں اور اس کا حق ہے کہ ہم اس کی اطاعت کریں اور اطاعت کرنے یا نہ کرنے کا حساب ہو گا جواب طلبی ہو گی باز پرس ہو گی ہمیں اس کے حضور حاضر ہونا ہو گا اس کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ زندگی کتنی ہم نے پائی اور اس میں کتنی نعمتیں حاصل کیں اور کتنی نعمتوں سے استفادہ کیا اور نتیجے میں کیا شکر گزاری کر سکے ہم چنانچہ جنہیں ایمان نصیب ہوتا ہے۔

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا ہر عمل اس کے مطابق ہو جاتا ہے جو ایمان کا تقاضا ہے جو بقائے الٰہی کا تقاضا ہے جس عمل کو لے کر کل وہ اللہ کے حضور کھڑا ہو سکتے ہیں جس عمل کو لے کر وہ میدان حشر میں جانے سے نہیں جھجکتے۔ جس عمل کو ساتھ لے کر وہ اللہ کی بارگاہ میں جانے کو تیار ہیں وہ عمل صالح ہے اور اللہ کی بارگاہ میں عمل پیش کرنے کی ساری مخلوق کے پاس ایک ہی دلیل ہے صرف ایک اور وہ دلیل یہ ہے کہ اے اللہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا اس کے علاوہ کسی کے پاس صلاحیت کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا عمل صالح میرے اور آپ کے بنانے سے صالح نہیں ہو گا ہمارے قیاس کرنے سے اس میں صلاحیت نہیں آئے گی لوگوں کی پسند و ناپسند سے اس میں صلاحیت نہیں آئے گی معاشرہ اسے قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے اس سے صلاحیت نہیں آئے گی ہو سکتا ہے کہ ایک کام پر سارا معاشرہ ملامت کرنے لگے اور وہی کام اللہ کے نزدیک عمل صالح ہو اس لئے کہ وہ کام اس کے پیغمبر کے حکم اور اس کی سنت کے مطابق ہو وہ صالح ہو گا معاشرے کی ملامت کی پرواہ نہ کی جائے گی ہو سکتا ہے کوئی ایسا کام جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کرنے سے روک دیا ہے لوگ اس پر واہ واہ کر اٹھیں معاشرے کے نزدیک وہ بہت بڑا کام ہو لیکن اللہ کی بارگاہ میں وہ نافرمانی شمار ہو گا۔ معاشرے کی واہ واہ دلیل نہیں ہے لوگوں کا اس پر اعتراض کرنا کوئی اس کے خلاف دلیل نہیں ہے عمل کی صلاحیت کی دلیل یہ ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں جب سوال ہو گا تو جواب دینے والا یہ کہہ سکے اے اللہ میں نے یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کیا تھا اور یہ باقاعدہ پرستش ہو گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کے ساتھ موجود ہوں گے اور امت کا کردار ان پر پیش کیا جائے گا جو کام نبی علیہ السلام کے حکم کے مطابق ہو گا انبیاء علیہم السلام اس کی ذمہ داری لیں گے اور عرض کریں گے کہ بار الٰہا تیرا حکم تھا ہم نے ان تک پہنچا دیا ہم نے اپنی طرف سے اس میں کچھ شامل نہیں کیا اور جو کام ان کی اطاعت کے مطابق نہیں ہو گا وہ اس سے خود کو بری ظاہر کریں گے وہ اس دن کام نہیں آئے گا وہ صالح شمار نہیں ہو گا۔ اب اگر کسی کو عمل صالح نصیب ہوتا ہے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ جس طرح وہ جہنم کو قدم بقدم جا رہے ہیں۔

یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ اللہ ان کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائے گا ان کی زندگی کا ہر سانس ایک قدم ہو گا جو اللہ کی نعمتوں اس کی رحمتوں اس کی بخشش اور اس کی جنت کی طرف بڑھ رہا ہو گا ایسی جنت جہاں ملنا بچھڑنا ہر حال میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ جہاں جب بھی منہ کھولے گا کوئی جب بھی زبان کھولے گا کوئی کسی کے منہ سے لفظ نکلے گا تو وہ کہے گا اے اللہ تیرا کوئی شریک اور کوئی ثانی نہیں ہے تو پاک ہے تیرے احسانات عظیم ہیں کتنا بڑا احسان کیا ہم پر کہ ہمیں جنت میں پہنچا دیا۔

وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ اور ان کا آپس میں ملنا بھی سلامتی ہو گا کوئی کسی کو کسی سے خطرہ نہیں ہو گا کسی کو کسی سے عار نہیں ہو گی کسی کو کسی سے دشمنی نہیں ہو گی کسی کو کسی سے کوئی بغض و کینہ نہیں ہو گا بلکہ ملنا بھی ان کا سلامتی ہو گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

○ اور ان کا بچھڑنا بھی اللہ کی تعریف اور حمد و ثنا پر ہو گا۔

اب یہ جو ایمان کا راستہ ہے محققین کے مطابق اس کی تین اس کے مدارج ہیں سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ بندے کو خبر جو ملی ہے اس کے ساتھ اس کی صحت کا اعتماد نصیب ہو اسے کہتے ہیں علم الیقین یعنی جو بات اس کے علم میں آئی ہے وہ یقینی ہو علم الیقین نصیب ہوتا ہے نبی علیہ السلام پر اعتماد سے۔ جب تک کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر کامل اعتماد نہیں ہو گا اس کے علم میں وہ یقین پیدا نہیں ہو گا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مولوی کہہ دیتے ہیں اور یہ روزمرہ کی باتیں ہیں اور یہ معمولی باتیں ہیں کوئی نہیں ہوتا رہتا ہے اس طرح سے ہو جائے گا گزارا جب بات دین کی ہو لیکن جب بات دنیا کی ہوتی ہے کوئی کہے نہیں آتا ہم خود بیٹھ کر قیاس کرتے ہیں کہ اگر میں اس طرح کروں گا تو لوگ یہ کہیں گے لوگوں کو کہنے کی فرصت ہو یا نہ ہو وہ ہمیں جانتے بھی ہیں یا نہیں ہمارے بارے سوچتے بھی ہیں یا نہیں۔ چونکہ میرا اپنا تجزیہ جو میرا ذاتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے بارے سوچنے سے فرصت نہیں ہوتی دوسرے کے بارے کب سوچیں گے ہر آدمی اپنے آپ میں اتنا مصروف اور اتنا پریشان حال اور اتنی اس کی مصیبتیں اور اس کے اتنے مسائل ہیں کہ میرے خیال میں لوگوں کے پاس دوسرے کے لئے سوچنے کی فرصت ہی نہیں لیکن ہم یہ سوچ لیتے ہیں آپ آج کی شادیوں کو ہی دیکھ لیں ایک طرف سنت ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس کے ساتھ سند ہوتی ہے ہم کہتے ہیں یار یہ مولوی کہتے ہی رہتے ہیں اب دیکھو اس طرح کیسے ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف ہمیں کوئی کہنے نہیں آتا کہ اتنا ادھار لو اتنے گانے بجانے والے منگواؤ اتنی بجلی خرچ کرو۔ اتنے اخراجات کرو کوئی نہیں کہتا ہم خود قیاس کرتے ہیں کہ میں ایسا کروں گا تو لوگ بڑی واہ واہ کریں گے۔ بظاہر تو یہ ایک رسمی سا جرم ہے یا گناہ ہے لیکن اس کی تہہ میں پتہ ہے کیا بات ہے جو سب سے زیادہ خطرناک ہے وہ یہ ہے کہ یہ سوچنے والا جو بندہ ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد نہیں ہے جو بات آخر میں نقصان دے گی وہ یہ ہو گی کہ یہ نہیں کہ یہ جرم بہت بڑا تھا یا یہ جرم بہت چھوٹا تھا۔ نہیں بات اصل یہ ہو گی کہ اس بات پر عمل نہ کرنے کا سبب یہ ہو گا کہ اس بندے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد نہیں۔ وہ جو علم الیقین ہے اس کا وہ مجروح ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف تشریف لے گئے معروف واقعہ ہے وہاں کے لوگوں نے پتھر برسائے رب کریم کو ان کی یہ بات بہت ناگوار گزری اور آپ نے غیرت میں آکر فرشتے کو حکم دیا ملک الجبال وہ فرشتہ جو پہاڑوں پہ مقرر ہے اسے حکم دیا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو طائف بہت بڑے بڑے پہاڑ ہیں ان پتھروں کے جواب میں یہ پہاڑ اٹھا کر اس آبادی پر پھینک دے فرشتے نے آکر اجازت چاہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا یہ کی کہ اللہ اگر تو رحم فرما تو ان کو ہدایت دے۔ اب جس بات سے تو خفا ہے کہ مجھے پتھر مار رہے ہیں تو یہ کیوں مار رہے ہیں یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مار رہے یہ کسی ایسے بندے کو مار رہے ہیں جسے یہ

جانتے ہی نہیں۔ **فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ** انہوں نے مجھے جانا نہیں مجھے جانتے نہیں اگر مجھے جانتے ہوتے پھر پتھر مارتے پھر تو تیرے غضب کے مستحق تھے یہ تو مجھے جانتے ہی نہیں یہ جو علم الیقین کا مجروح ہونا ہے یہ معرفت رسالت میں کمی کی دلیل ہے کہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے واقف ہی نہیں جانتا ہی نہیں کہ یہ بات کس کی فرمائی ہوئی ہے۔ کہنے والی کون سی ہستی ہے اور کن مبارک لبوں سے یہ جملے نکلے ہیں۔ اگر جانتا ہو تو کیا وہ اسے ایسے ہی چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں۔

اب یہ جو علم الیقین ہے موت اسے عین الیقین میں بدل دیتی ہے موت تک علم الیقین رہتا ہے جب موت آتی ہے تو اسے عین الیقین میں بدل دیتی ہے یعنی فرشتے حشر و نشر آخرت سوال و جواب ثواب و عذاب یہ نظر آنے لگ جاتا ہے آنکھ دیکھنے لگ جاتی ہے۔ علم الیقین یہ تھا کہ یقینی خبر تھی اس کے پاس پھر عین الیقین ہو گیا کہ وہ چیزیں اسے نظر آنے لگ جاتی ہیں فرشتے اس سے سوال جواب کرتے ہیں فرشتہ روح قبض کرنے آتا ہے زندگی میں باتیں کرتا ہے اور بے دین سے بدکار سے بھی باتیں کرتا ہے موت کے وقت کافر سے بھی بات کرتا ہے کافر کو بھی نظر آتا ہے قرآن حکیم میں موجود ہے کہ بدکار اور بے دین اور کافر کی روح قبض کرنے جب فرشتہ آتا ہے تو اس کے پورے بدن میں کہیں اسے اللہ کے نور کا کوئی ذرہ کوئی شمہ نظر نہیں آتا تو اس سے بات کرتا ہے وہ کہتا ہے **فِيْمَ كُنْتُمْ** قرآن حکیم میں موجود ہے وہ کہتا ہے کہ کہاں عمر گنوائی تو نے کیا کرتے رہے ہو ساری زندگی پوری زندگی میں تمہارے جسم کا ایک خلیہ بھی یاد الٰہی سے منور نہ ہو سکا ساٹھ برس ستر برس اسی برس جی لیا تو کرتے کیا رہے وہ بندہ کہتا ہے **كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ** غریب لوگ تھے جس طرف معاشرہ چلتا رہا ہم بھی پیچھے چلتے رہے ہماری کیا حیثیت تھی کہ عام آدمی تھا میں جہاں تھا میں وہاں جو رسومات تھیں وہ بڑے لوگ تھے جو رواج تھا زمانے کا اس دھارے میں میں بھی بہتا رہا۔ بندہ ابھی زندہ ہوتا ہے فرشتہ اسے کہتا ہے **اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا** کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کیا وہی ماحول تھا جس میں تو رہتا تھا کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی **فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا** ارے اس آبادی سے تو تو ویرانے کو نکل جاتا جس آبادی میں تو نے جہنم خریدا اللہ سے بیزاری خریدی۔ اللہ سے دوری خریدی اس آبادی کو کاٹھ مارتا تو ویرانے میں نکل جاتا کسی اور بستی کی طرف چلا جاتا کسی اور شہر میں جا بستا جہاں کوئی اللہ کا نام لینے والا ہوتا جہاں کوئی دین بتانے والا ہوتا جہاں کوئی تیرے کام آتا تجھے سیدھے راستے پہ چلاتا۔ آج جب تو ساری دنیا چھوڑ رہا ہے اور خالی ہاتھ ہے اس سے پہلے تو یہ آبادی چھوڑ دیتا اور اپنی آخرت کے لئے کچھ کر لیا ہوتا۔ تو اس وقت عین الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔

جب کوئی جنت یا دوزخ جہاں اسے اللہ پہنچائے گا اس میں داخل ہو گا اور اس کی کیفیات اس پر وارد ہوں گی جنتی جنت کی نعمتوں کو محسوس کرے گا اور جہنمی جہنم کے عذابوں سے گزرے گا تو اس حال کو کہتے ہیں حق الیقین پھر جو یقین کرنے کا حق ہے وہ حاصل ہو جائے گا۔ یہ تین مدارج ہیں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین لیکن اللہ اتنا کریم ہے اور رسالت و نبوت وہ عظیم نعمت ہے جو اللہ کے ماننے والوں کو حق الیقین تک موت سے پہلے پہنچا دیتی ہے کفر اور اسلام میں فاصلہ ہی یہی ہے کہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر نے بھی سنی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن نے بھی سنی کافر کو سن کر علم الیقین بھی نصیب نہ ہوا اور مومن کو حق الیقین نصیب ہو گیا۔ صحابہ کی وہ شہادت کہ سارے کا سارا زور لگا لیتا ہے کفر و شرک اس بات پر کہ اللہ کی توحید سے انکار کرو وہ کہتے ہیں کیسے کر دوں ہے ہی ایک میں کیسے کر دوں یعنی اسے وہ حق الیقین نصیب ہو گیا کہ وہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ اس سے انکار جیسے اب کوئی سورج جب سامنے ہے تو کوئی کہہ دے کہ تم کہو کہ سورج نہیں ہے رات ہے تو بندہ تو کہے گا بھئی تمہاری

مرضی جو کہتے رہو میں کیسے کہہ دوں رات ہے میں سورج کو دیکھ رہا ہوں تم اندھے ہو تو تم کہتے رہو۔ یہ جو کیفیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔

مشکوۃ شریف میں ایک حدیث موجود ہے مجھے صحابی کا نام یاد نہیں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا **کیف اَصْبَحْکَ** بھائی کیا حال ہے تمہارا کس رنگ میں ہو محاورہ ہے عربی کا۔ کیف اصبحک کیسے صبح کی تم نے کس حال میں ہو کیا حال ہے وہ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد اللہ ایمان کے ساتھ صبح کی۔ عجیب لوگ تھے یعنی ہمارے زمانے کا کوئی ہوتا تو کہتا بڑی خیر ہے ٹھیک ہے کھانا مل گیا آرام سے نیند آئی صحت ٹھیک ہے ان کی خیر یہ تھی کہ الحمد اللہ میں نے ایمان کے ساتھ صبح کی۔ پتہ نہیں رات کھانا ملا ہے یا نہیں سونے کے لئے ان کے پاس کوئی ٹھکانہ تھا یا نہیں صحت ٹھیک تھی یا نہیں لیکن سوال کرنے والے کی منشا کو بھی اس نے بھانپ لیا کہ حضور کا رشتہ بھی تو ہمارے ایمان کے ساتھ ہے تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ الحمد اللہ ایمان کے ساتھ صبح کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دلیل ہے تیرے پاس ایمان کی وہ جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے کھڑے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں کیسے عرصہ محشر برپا ہو گا۔ میں یہاں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں لوگ قبروں سے کیسے اٹھیں گے میں یہاں کھڑا ہوا لوگوں کو میزان عدل پر لوگوں کو جاتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم کی طرف جاتا اور جنتیوں کو جنت میں داخل ہوتا ہوا یہاں سے دیکھ رہا ہوں یہ میرے پاس دلیل ہے میرے مومن ہونے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا تو نے ٹھیک سمجھا۔

یہ تھا کمال نبوت نبی علیہ السلام ڈاکیا یا ہرکارہ نہیں ہوتا کہ ایک چھٹی لی رب الکریم سے لا کر بندے کو پہنچا دی اور اس کی ذمہ داری ختم ہو گئی نبی علیہ السلام اس چھٹی کے ساتھ وہ کیفیات لاتا ہے جو اللہ کے ارشادات میں موجود ہوتی ہیں اور اگر وہ کیفیات نصیب نہ ہوں تو سارے کا سارا اسلام اخبار پڑھنے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ سارے کا سارا دین کوئی پڑھ جائے سارے کا سارا دین سن لے ساری تبلیغ سن لے سارے وعظ سنتا رہے تو اس پر اتنا ہی اثر بنتا ہے جتنا اخبار پڑھتے ہوئے ہم پڑھتے ہیں بوزنیا میں قتل ہوا کشمیر میں قتل ہوا بڑی زیادتی ہوئی۔ فلاں جگہ فلاں کا بیٹا پیدا ہوا بہت اچھی بات ہوئی فلاں جگہ فلاں گیم والے جیت گئے بہت اچھا ہوا۔ اخبار فولڈ کیا رکھا ساری بات ختم ہم اپنے کام میں چلے گئے اگر یہ کیفیات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں یہ نصیب نہ ہوں تو دین بھی ایک اخبار اور کہانی سے زیادہ نہیں ہوتا جب کوئی وعظ ہوا سن لیا بہت اچھی تقریر تھی مولوی صاحب نے بہت اچھی تقریر کی کسی سے پوچھو وہ کہتے کیا تھے جی اچھی باتیں کرتے تھے یہ کسی کو نہیں یاد ہوتا کہا کیا تھا جب یہی یاد نہیں تو اس تقریر سے ان کے کیریکٹر یا کردار میں کوئی تبدیلی آئے گی یہ تو سوچنا ہی فضول ہے۔

تو نبی علیہ الصلواۃ والسلام کا عطا کردہ دین یہ تھا کہ جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صحابہ کو اس کا حق الیقین نصیب ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا فرمائی تھی کہ اے **الٰہا اَللّٰھُمَّ اَرِنا حقیقتہ الاشیاء اوکما** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اے الہ العلمین چیزیں جیسے نظر آتی ہیں وہ تو ہر ایک کو مومن کافر سب کو نظر آتی ہیں لیکن ہمیں وہ دکھلا دیا کیجئے۔

ایک حدیث ملتی ہے کسی نے گوشت کا کوئی ٹکڑا غالباً کلیجی کا تھا ہدیہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ گھر میں رکھا تھا ضرورت مند کو کسی کو غذا کی ضرورت پیش آئی اور کاشانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بتا دیا گیا کہ گھر میں کچھ نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں آپ کو شاید پتہ نہ ہو لیکن گھر میں ایک ٹکڑا گوشت کا کلیجی کا رکھا تھا تو پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں رکھا

تھا فرمایا فلاں جگہ اس روزن میں کسی پلیٹ میں رکھ کر ایک آلے سے جالے سے میں رکھ دیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں رکھا ہے اٹھا لاؤ جب وہ اٹھوا کر لایا گیا تو وہ کلیجی کے گوشت کے بجائے پتھر کا ٹکڑا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بھی فرمائی اور فرمایا دیکھ لو کہ ضرورت مند کو نہ دینے سے جو تاثر اس چیز میں پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے پاس ہے دوسرا مسلمان ضرورت مند ہے وہ اس کی ضرورت پوری نہیں کرتا اور اپنی ذخیرہ اندوزی کو برقرار رکھتا ہے تو اس چیز میں جو اثر آ جاتا ہے وہ اس میں اللہ نے ظاہر کر دیا اور ہمیں دکھا دیا یہ پھر پتھر کھانے کے مترادف ہے دلوں کو پتھر بناتا چلا جاتا ہے اس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی فرمائی کہ **اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حقیقتہ الا شیاء** اے اللہ ہمیں چیزیں اس حال میں دکھا جو ان کی حقیقت ہے۔

تو فیضان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ وہ حق الیقین حاصل ہو اب دنیا میں رہتے ہوئے وہ حق الیقین کیسے حاصل ہو بڑی عجیب سی بات ہے نہ وہ مرا نہ اس پر موت آئی نہ وہ آخرت سے گزرا نہ وہ برزخ سے گزرا اور اس پر حق الیقین کیسے ہو تو وہی کمال جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلوب انسانی کو دیا تھا جس سے صحابہ کرام نے حق الیقین کو محسوس کر لیا تھا۔ اب کھانے کی لذت جو ہے یہ صرف کھانے کی نہیں ہے اصل بات محسوس کرنے میں ہے اگر کسی کی وہ حس زائل ہو جائے تو اسے آپ جتنا اچھا کھانا کھلاتے رہیں اسے اس میں لذت نہیں آئے گی۔ وہ چکھنے کی جو حس ہے اس میں اگر کمی آ جائے تو اچھے کھانے میں بھی لذت نہیں ہو گی۔ تو وہ جو حس ہے تجلیات و انوارات باری کو محسوس کرنے کی اگر بدن میں وہ آ جائے اگر دل میں وہ طاقت پیدا ہو جائے اگر وجود میں وہ نور آ جائے جو قرب الٰہی کی لذتوں کو محسوس کر سکے اگر دل میں وہ نور آ جائے جو غضب الٰہی کی ہیبت ناکی اور اس کے درد کو محسوس کر سکے تو اس دنیا میں دنیا کے اعتبار سے بھی حق الیقین نصیب ہو جاتا ہے۔ حق الیقین جنہیں نصیب ہوتا ہے ان کی طلب ان کی آرزو ان کی خواہش اور ان کی محنت ان کا مجاہدہ ان کی جدوجہد کافر کے مقابل بدل جاتی ہے کافر کی ساری جدوجہد کیا ہوتی ہے **رَضُوا بالحیوۃ الدُّنیا وَاطمَاَنُّوا بِھَا** کافر ہر کام دنیا کے حصول کے لئے کرتا ہے اور اسی پر ساری زندگی بسر کر دیتا ہے جسے حق الیقین نصیب ہوتا ہے وہ ساری زندگی رضائے الٰہی پہ مرتکز کر دیتا ہے بھوک آ جائے برداشت کر لیتا ہے اللہ کی ناراضگی برداشت نہیں کرتا عہدہ چلا جائے برداشت کر لیتا ہے رب کریم کی نافرمانی برداشت نہیں کر پاتا دنیوی نقصانات اٹھا لیتا ہے دین کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا حتی کہ موت آ جائے حق پر تو جان دے دیتا ہے لیکن اللہ کی اطاعت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں دیتا یہ ہوتا ہے تقاضائے ایمان اور یہ ہوتے ہیں اثرات اس حق الیقین کے اور حق الیقین ان محسوسات سے نصیب ہوتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ والہ وسلم نے عطا فرمائیں تو ان سے بندہ گوشہ نشین نہیں ہو جاتا ان سے بندہ دنیائے انسانیت سے ظلم و جور مٹانے کے لئے سینہ سپر ہو جاتا ہے دیوانگی کی حد تک ایک جگنو کی طرح اگر اس کے پاس ایک ذرہ ٹمٹما رہا ہو تو بڑی سے بڑی تاریکی میں بھی اپنا وہ ذرہ بھر جو چمک ہے اسے بھی لیکر تاریکی کے سمندر میں تیرنا شروع کر دیتا ہے۔ آپ نے دیکھا جگنو کو کبھی اس نے یہ سوچا ہے کہ اتنے سارے جہان پر اندھیرا مسلط ہے اور ایک ذرہ سا جگنو اس کا کیا اس اندھیرے کا بگاڑ لے گا۔ کبھی اس نے انتظار کیا کہ دس لاکھ پچاس لاکھ جگنو ہو جائیں تو ہم اکٹھے ہو کر نکلیں گے، ایک گلی تو روشن ہو جائے روشن کرنا اس کی ذمہ داری نہیں ہے اس روشنی کو میدان میں لانا اس کے بس میں نہیں کہ اسے وہ روک سکے۔ مومن جو ہوتا ہے اس میں یہ خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ احقاق حق کو سر میدان لے آتا ہے اور کبھی کوئی مصلحت اس کے قدم نہیں پکڑ سکتی اور اگر مصلحتیں قدم پکڑ لیں تو پھر یا علم الیقین میں کمی ہے یا اسے حق الیقین نصیب ہی نہیں ہوا وہ اس درجے کو پہنچا

ہی نہیں اس طرف گیا ہی نہیں۔

اور اب تو وہ دور آ گیا ہے کہ اب تو لوگوں کا مسلک یہ ہو گیا ہے کہ چونکہ اندھیرا بہت زیادہ ہے اس لئے خود کو اندھیروں کو خوگر کر لو یعنی آج کا مسلک یہ ہے کہ ظلمت زیادہ ہو گئی ہے تاریکی بڑھ گئی ہے خود کو تاریکی کا عادی بنا لو۔

منافقت کفر کا بدترین درجہ ہے کہ دعویٰ ایمان کا ہو اور وہ جو مصلحتیں ہیں وہ اسے کفر کے راستے پر چلانے لگیں اور وہ مصلحت اندیشی میں کردار کافروں کا ہو کہ دنیوی مصالح جو ہیں ان کو نقصان نہ پہنچے دنیا کی منفعت میں کمی نہ آئے دنیاوی لذت میں کمی نہ آئے اور دعویٰ ایمان کا بھی ہو تو یاد رکھیں یہ سب سے بدترین حال ہے۔ تو میرے بھائی یہ تصوف و سلوک یہ ذکر اذکار کی محفلیں یہ سارا یہ کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ برکات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کو پہنچیں وہ انوارات جو قلوب صحابہ سے تابعین کو پہنچے تبع تابعین کو پہنچے امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کی روشنی وہ ہیں جن سے حق الیقین نصیب ہوتا ہے جن سے فرشتوں سے بات کی جا سکتی ہے جن سے آخرت کو دیکھا جا سکتا ہے جن سے حشر و نشر کا مشاہدہ ہو سکتا ہے اور جن سے اللہ کے غضب کی ہیبت کو بھی محسوس کیا جا سکتا ہے اور اس کے قرب کی لذتوں کو بھی چکھا جا سکتا ہے اگر وہ مومن کو بھی نصیب نہ ہوں مومن بھی حکایات پر ہی ہو اور کافر بھی حکایات پر ہو تو مومن اور کافر میں فرق کیا رہا۔ عندالموت یا بعد الموت سارا جہان کافر پر بھی منکشف ہو جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے کسی نے سوال کیا تھا کہ یا حضرت آپؓ کی حالت کیسی ہے فرمایا اگر حجابات سارے ہٹا دیئے جائیں تو مجھے کوئی حیرت نہیں ہو گی ابھی قیامت قائم ہو جائے ابھی حشر قائم ہو جائے ابھی سارے حجابات ہٹ جائیں دوزخ و جنت سامنے آ جائے تو فرمایا مجھے کوئی حیرت نہیں ہو گی میں سب کچھ ہر چیز کا عادی ہو چکا ہوں میں اسی میں بستا ہوں اسی میں رہتا ہوں۔

تو یہ صورت کوئی دم درود سیکھنے کے لئے نہیں ہے کوئی بڑا پیر بننے کے لئے نہیں ہے کسی گوشہ نشینی کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ سارا مجاہدہ اس لئے ہے کہ وہ کیفیات جو نبی رحمت نے تقسیم فرمائیں اور جنہوں نے علم الیقین عطا فرمایا عین الیقین عطا فرمایا اور حق الیقین عطا فرمایا اور یہ مومن کا حصہ ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترم کو تو فرشتے نے سامنے کھڑے ہو کر بات بھی کر لی قرآن گواہ ہے اس کا کلام باری بھی نصیب ہوا کہ اس کھجوروں کے تنے کو ہلایئے آپ کے لئے کھجوریں بھی گریں گی چشمہ ہے پانی پیجئے یہ کریں وہ کریں بچے کو لے جائیں قوم کے سامنے یہ سارا وہ واقعہ قران حکیم نقل کرتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ابھی موسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے انہوں نے اعلان نبوت نہیں فرمایا لیکن ان کے شکم میں ہونے کی بدولت وہ تقدس اور وہ قرب الٰہی نصیب ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں سے تو اللہ بات کرے اور اسے تو فرمائے کہ اسے صندوق میں ڈال کر دریا میں پھینک دے میں نہیں ضائع ہونے دوں گا میں تیرے پاس واپس لے آؤں گا اور یہ میرا رسول علیہ السلام ہے ضائع ہونے والا بچہ نہیں ہے اور اسے یقین بھی ہو کہ یہ بات اللہ ہی کی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے بات ہو سکتی ہے موسیٰ السلام کی والدہ سے بات ہو سکتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی سے بات کیوں نہیں ہو سکتی اس میں کیا مشکل ہے۔ نہ سمجھ آنے والی بات کیا ہے اور اس پر اعتراض کرنے کی کونسی گنجائش ہے کیا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس درجے پہ بھی نہیں پہنچ سکتی جہاں امت عیسیٰؑ تھی یا امت موسیٰ علیہ السلام تھی۔ ارے ان کا تو کام ہی اللہ کے روبرو جینا ہے اللہ کی بارگاہ میں زندہ رہنا ہے اللہ کے سامنے جینا اللہ کے سامنے مرنا مومن کا تو کاروبار وہ بازار میں ہے اس کے ساتھ اس کا رب موجود ہے وہ تجارت اور کاروبار میں ہے وہ جنگ میں ہے یا

صلح میں ہے وہ گھر میں ہے یا وہ میدان میں ہے **وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ** اس کا کوئی حال معیت باری سے خالی نہیں اور اگر معیت باری کو بھول گیا تو اتنا درجہ اس کا ایمان سے کم ہوتا چلا جاتا ہے حتی کہ وہ تشکیک کے سمندر اور تشکیک کی دلدل میں غرق ہو جاتا ہے اور پھر اس بات پہ آ جاتا ہے کہ آخرت کس نے دیکھی ہے کہ جی جب ہو گی دیکھی جائے گی۔ اگر آدمی اس نعمت کو نہیں پا سکتا تو اپنے اردگرد ذرہ سکون سے بیٹھ کر لوگوں کو کرید کر دیکھے تو ان کے نیچے سے یہ بات نکلے گی کلمے بھی پڑھیں گے نہیں بھی کی ہوں گی نمازیں بھی پڑھیں گے روزے بھی رکھیں گے قریب ہو کر بیٹھے تو جب بات مفادات کی آئے گی تو کہیں گے یار اتنا نقصان ہو رہا ہے آخرت کس نے دیکھی ہے یہ محض میں بات نہیں کر رہا یہ میری ساری عمر کا حاصل ہے اور لوگ دین کے نام پر مفادات کی جنگ لڑتے رہتے ہیں کبھی اپنے اقتدار کے لئے کبھی دولت جمع کرنے کے لئے کبھی شہرت حاصل کرنے کے لئے کبھی اپنے آپ کو بڑا منوانے کے لئے یہ ساری باتیں دین سے دوری کا سبب ہیں اور ان کی وجہ ہی یہ ہے کہ وہ بندہ دین سے دور ہوتا ہے جسے دین نصیب ہوتا ہے اس کی بنیاد علم الیقین پر ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ وہ بینا اسے آسان لگتا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کی نافرمانی اس کے لئے مشکل ہو جاتی ہے اس لئے کہ اسے وہ علم الیقین نصیب ہو جاتا ہے کہ یہ وہ ہستی ہے جس کا کوئی لفظ اگر میں نے زمین پر پھینک دیا تو شاید اللہ کریم مجھے جہنم کے کسی انتہائی گوشے میں پھینک دے گا یہ اتنا بڑا جرم ہے اور اسے نظر آتا ہے کہ یہ جرم میں نہ کروں۔ اگر اس سے ترقی نصیب ہوتی ہے تو عین الیقین نصیب ہو جاتا ہے ملائکہ کا مشاہدہ کرنا آخرت کا مشاہدہ کرنا ثواب و عذاب کا مشاہدہ کرنا یار اتنی بڑی نعمت اگر اس امت کے لئے نہیں ہے تو فرشتے تو پہلے دیکھ رہے ہیں مرنے کے بعد تو کافر بھی دیکھ لے گا مومن کے لئے آج نہیں ہے تو پھر کب ہے اگر سب کے لئے عندالموت یا بعد الموت ہی ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ موت پر یا موت کے بعد یہ ساری چیزیں کافر کو نظر نہیں آتیں اور اگر کافر کو بھی نظر آئیں گی مومن کو بھی نظر آئیں گی تو پھر فرق کیا ہے فرق یہی ہے کہ نور ایمان یہاں بیٹھے ہوئے موت سے پہلے موت کی ساری چیزیں جو پردہ موت میں ہیں وہ دکھا دیتا ہے یہ نور ایمان کی خصوصیت ہے صرف دکھا نہیں دیتا حق الیقین نصیب ہو جاتا ہے جنت کی جو نعمتیں جنت میں کھانے کے بعد جو لذت نصیب ہو گی۔ یہاں اللہ کا نام لینے سے وہ لذت نصیب ہو جاتی ہے اور نس نس میں بھر جاتی ہے پتہ چلتا ہے کہ میں کیا کھا رہا ہوں کیا کر رہا ہوں۔

اور جسے حق الیقین کی یہ نعمت نصیب ہوتی ہے وہ مصلحتوں کا شکار نہیں ہوتا وہ گوشہ گیر نہیں رہتا بلکہ وہ انقلاب آفرین ہوتا ہے وہ زندگی کی حقیقتوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا ہے اور جتنے بھی صوفی گزرے ہیں دنیا میں ہر صوفی نے انقلاب بپا کیا ہے آپ صوفیاء کی پوری فہرست لے کر دیکھ لیں حکمرانوں نے بدلی ہوں گی ملکوں کی سرحدیں حکمرانوں نے شہر اور صوبے فتح کئے ہوں گے لیکن انسانی قلوب کو بدل دینا اور قوموں کی تاریخیں بدل دینا اور معاشرے کی سوچ کے دھارے بدل دینا یہ انقلاب صرف صوفیوں نے بپا کئے ہیں جنہیں لوگ کہتے ہیں وہ گوشہ نشین تھے وہ کسی سے بات نہیں کرتے تھے وہ تو انقلاب آفرین تھے اور یہی تقاضائے ایمان ہے اگر کوئی انقلاب کی طرف نہیں بڑھ سکتا اگر کوئی برائی کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا اگر کوئی برائی کے ساتھ سمجھوتہ کر لیتا ہے تو اس نے نہ اللہ کو پہچانا نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اسے نصیب ہوئی نہ اس کے علم میں یقین ہے نہ اس کے کردار میں یقین ہے اور نہ اسے حق الیقین نصیب ہوا اور اگر یہ نعمتیں نصیب ہوتیں ہیں تو پھر اس بات کی ضرورت نہیں رہتی کہ دنیا میں چھ سو کروڑ انسان ہیں یا چھ ارب کی آبادی ہے میں ایک کیا کر لوں گا۔ میری یہ ذمہ داری نہیں ہے میں کیا کر لوں گا لیکن میری یہ ذمہ داری ہے کہ اگر چھ سو کروڑ بندہ غلطی کرے میں اکیلا

پھر بھی غلطی نہ کروں کہ میرے پاس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے۔ ساری دنیا اس سے پھر جائے میں کیوں پھر جاؤں یہاں کثرت کا یا بہت انبوہ کا ہونا یا کسی اقتدار کا ہونا یا بہت بڑی دولت اور وسائل کا ہونا شرط نہیں ہے صرف ایک شرط ہے کہ اس کا علم جو ہے وہ کس درجے کا ہے اس کا علم علم الیقین کو پہنچا ہے یا عین الیقین تک پہنچ گیا ہے یا وہ حق الیقین کا حامل ہے اگر حق الیقین کا حامل ہوتا ہے تو بڑی بڑی سلطنتیں اس کے قدموں میں پڑی ہوں وہ ٹھکرا دیتا ہے ان پر سودا بازی نہیں کرتا۔ تو یہ محنت مذاق کے لئے نہیں کچھ لوگوں کو مرید بنا کر ایک انبوہ جمع کرنے کے لئے نہیں ہے کسی شہرت کسی دولت کسی دنیوی منفعت کے لئے نہیں ہے۔ یہ وہ روشنی ہے جو دلوں کو نور محمد صل اللہ علیہ وسلم سے روشن کرتی ہے یہ وہ روشنی ہے جو آنکھوں کو حق الیقین عطا کرتی ہے جو جسم کے جو باڈی سیلز ہیں وجود کے ایک ایک سیل کو تجلیات باری کی لذتیں جو ہیں انہیں چکھنے کا شعور دے دیتی اور اگر یہ نصیب نہ ہو اور آدمی کی زندگی باطل کے مقابل کھڑا ہونے کی جرات پیدا نہ کرے۔ ارے اگر سارا معاشرہ سچ بولنے لگے اور آپ بھی سچ اور میں بھی سچ بولوں تو کمال کیا کیا مزا تو جب ہے کہ ساری دنیا بھی جھوٹ کہہ رہی ہو تب بھی حضور صلی علیہ وآلہ وسلم کا غلام بات سچی کر رہا ہو پتہ چلے کہ یہ جو ہے یہ شخص ان سے کچھ الگ ہے اس کی نسبت کسی اور سے ہے یہ کسی اور نگری کا باشندہ ہے کسی اور قوم کا بندہ ہے کسی اور ہستی سے تعلق رکھنے والا ہے ان لوگوں میں سے نہیں ہے۔ آج کا اسلام کیا ہے؟

چھ سو کروڑ دنیا میں ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے اور ہر مسلمان نے کفر کے ساتھ سمجھوتہ کر رکھا ہے کافر جو بچاتا ہے مسلمان اس کا بچا کھچا کھاتے ہیں اور وہ کامیاب حکومت ہوتی ہے جو کافروں سے بھیک مانگ لے آپ کیا سمجھتے ہیں اس سوچ کے انسانوں کو علم الیقین حاصل ہے اعتبار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اپنے آپ کو تلاش کیجئے میں اور آپ کس قطار میں ہیں خود کو دیکھیے ہماری امیدیں کس سے وابستہ ہیں اگر ہم بھی اس لقمہ تر پر بیٹھے ہیں تو دعویٰ ایمان ہمارے کسی کام نہیں آئے گا چونکہ وہاں حقیقتیں پرکھی جائیں گی دعوے نہیں دعویٰ تو ایک لفافہ ہے اس کے اندر کیا ہے میدان حشر میں لفافے کھل جائیں گے جو کچھ اندر مقصود ہے وہ سر میدان پڑھا جائے گا کوئی پیر کوئی مولوی کوئی سیاست دان کوئی حکمران کوئی حیثیت نہیں اس کی ذات کی اس لئے کہ علم الیقین صرف اس علم کی صفت ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا۔ عین الیقین اور حق الیقین اس نور سے حاصل ہوتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں بٹا اور دلوں کو منور کرتا چلا گیا۔ اگر آپ کو یہ نعمتیں بھی نصیب ہوں اور اس کے بعد بھی زندگی نہ بدلے تو پھر اللہ کی گرفت کو ضرور سامنے رکھیے گا یہ یاد رکھیے گا کہ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۔ یہ مت بھولیے گا۔ یہ محض رسم نہیں ہے آپ کے اوقات ضائع کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ آپ کو وہ حق الیقین دینا مقصود ہے کہ آپ سے خطا ہو تو اس کی تلخی آپ کا دل ہی نہیں بدن کا ایک ایک رواں محسوس کرے جس طرح کوئی کڑوی چیز کھالی جائے تو نس نس میں اس کی کڑواہٹ اتر جاتی ہے اس طرح گناہ کی تلخی ایک ایک نس میں اتر جائے اور تب تک بندہ توبہ سے استغفار سے باز آئے جب تک وہ تلخی بدن سے نکل نہیں جاتی۔ اور واپس اس طرف جانے سے رک جائے تو یہ تقاضائے ایمان ہے الیقین عین الیقین اور حق الیقین کی خصوصیت ہے اور اگر کوئی ساری رات سر مار کر پھر زندگی خلاف سنت بسر کرتا ہے اور کفر سے سمجھوتہ کر کے جیتا ہے تو پھر وہ صرف اس طرف رسم ادا کر رہا ہے اس کا دل اس طرف ہے۔ اسے کوئی نسبت نہیں ہو سکی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ سے اللہ کے دین سے اس لئے اس کی زندگی اس روشنی پر جارہی ہے یہ معیار ہے میرے بھائی۔

اللہ کریم سے دعا بھی کیجئے کہ ہماری خطاؤں سے درگزر

فرمائے اور اپنا محاسبہ کرتے رہیے خود کو دیکھتے رہیے کہ کہاں سے کس طرف ہم جا رہے ہیں کیا گناہوں کی تلخی کی کڑواہٹ ہونا شروع ہو رہی ہے کیا نیکی میں کچھ لطف اور اس کی فیلنگ آ رہی ہیں تو یہ حق ہے اور اگر یہ نہیں ہوئی تو شاید مزید محنت کی ضرورت ہے کہ اتنی سیاہی اتنی دبیز تہیں چڑھ گئی ہیں مزاج پر کہ وہ ابھی تک اتری نہیں ہیں ابھی تک دل صاف نہیں ہوا ابھی بدن روشن نہیں ہوا تو زندگی غنیمت ہے سب سے زیادہ توجہ اس کام پہ دیجئے جو سب سے زیادہ ضروری ہے اللہ کریم ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

دعائے مغفرت

ہمارے ساتھی عبدالرزاق انجم (شاہ کوٹ) کے والد محترم حاجی سراج الدین وفات پا گئے ان کے لئے ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل کی جاتی ہے۔

الریاض۔ سعودی عرب کے ساتھی محمد اسلم شاہد صاحب کی ساس اور سسر وفات پا گئے ہیں۔ ان کے لئے ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ

کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ویڈیو کیسٹ تیار ہو چکی ہے

بکنگ کروا لیجئے۔ تاکہ آپ کی کاپی آپ کو بروقت مل سکے

فی کیسٹ -/۲۰۰ روپے

بکنگ اور منگوانے کا پتہ

کرنل (ریٹائرڈ) چوہدری محمد بشیر ہاؤس نمبر ۲۲۰، سٹریٹ نمبر ۱۲ چکلالہ سکیم نمبر ۱۲۔ راولپنڈی

مَوتُ وحیَات

ہم جس دور میں زندہ ہیں ہم اس دور کے حالات سے بیگانہ نہیں رہ سکتے۔ آج ہم ایک ایسے دوراہے پہ کھڑے ہیں جہاں پوری دنیا کا کفر تو اسلام کے خلاف متحد ہے لیکن اسلام کو ماننے والے جو ہیں وہ خود اسلام پہ متحد نہیں ہیں۔ یہ بہت بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ اسلام کی مخالف جتنی قوتیں ہیں وہ متحد ہیں اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہیں اسلام کو کمزور کرنے کے درپے ہیں حتی کہ دنیا کی تاریخ کے اس مہذب ترین دور میں جسے مہذب ترین دور کہا جاتا ہے اس میں وہ ظلم و ستم روا رکھے جا رہے ہیں جو جاہلانہ رواجات میں بھی کبھی روا نہیں رکھے گئے اور وہ قتل و غارت جس سے چنگیز کو بدنام کیا جاتا ہے آج چنگیز کی قبر بھی سربوں کی کاروائی پہ شرمندہ ہے۔ جو کچھ آزاد کشمیر میں ہو رہا ہے جو کچھ ہندوستان میں ہوتا ہے میں نے بنگال جا کر بنگالی مسلمانوں کا حال دیکھا جو خبریں ہم تک آتی ہیں انہیں چھوڑ دیجئے جو ہم تک نہیں آتیں وہ اس سے بھی زیادہ بری ہیں اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ مسلمان بڑی چھوٹی چھوٹی باتوں پر جن کی کوئی اہمیت نہیں ہے اسلام میں بنیادی اہمیت کی بات ہے توحید الٰہی سارے کا سارا اسلام اس بات میں مضمر ہے کہ اللہ حاکم کل ہے اللہ خالق ہے اللہ وحدہ لاشریک ہے اللہ ہر چیز پہ قادر ہے یہ بنیاد ہے اسلام کی اور اسکی صرف ایک دلیل ہے ہمارے پاس اور وہ دلیل ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ ہمیں خبر دی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ کی کتاب برحق ہے آخرت برحق ہے ملائکہ کا وجود برحق ہے عذاب و ثواب برحق ہے حلال و حرام متعین ہے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کر دیا کسی کو اختیار نہیں کہ اللہ کے حلال کو حرام کر سکے یا اللہ کے حرام کو حلال کر سکے بڑی سادہ سی بات یہ کچھ سارا اسلام ہے۔ اب اس میں کسی کا بیٹھتے ہوئے گھٹنا ٹیڑھا ہو گیا کسی کو اٹھتے ہوئے کھانسی آگئی کسی نے پٹکا نہیں پہنا ٹوپی پہن لی کسی نے جراب نیلی پہن لی دوسرے نے پیلی پہن لی ان باتوں پہ فرقے بنانا کوئی شرافت کی بات نہیں یعنی کافروں میں اتنی برداشت ہے کہ عیسائی یہودی ہندو سکھ عیسائی بدھ سارے مل کر اسلام کے خلاف متحد ہو سکیں اور مسلمان ایک اذان پہ جمع ہونے والے ایک قبلے پہ متحد ہونے والے ایک کتاب ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک خدا کو ماننے والے ایک بارگاہ میں سجدہ کرنے والے اس بات پر لڑ جائیں کہ تم نے درود بلند آواز سے پڑھا ہے اور تم نے خاموشی سے پڑھا ہے یار یہ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی آخر درود ہی پڑھ لیا اس نے بلند آواز سے پڑھ لیا تو اسے برداشت کرو یہ کونے میں بیٹھا غریب اپنا مزا لے رہا ہے اپنے سکون سے پڑھ لیا تو اسے برداشت کرو یہ کونے میں بیٹھا غریب اپنا مزا لے رہا

ہے اپنے سکون سے پڑھ رہا ہے تو اسے پڑھ لینے دو اس کا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف میرا نہیں پیر صاحب کا مولوی کا یا کسی کا نہیں ہر مسلمان کا ایک اپنا تعلق ہے اسے اپنے تعلق کا مزا لینے دو تم اپنے تعلق کا مزا لے لو اس میں لڑنے کی کیا بات ہے لیکن دونوں درود پڑھنے والو متحد ہو کر اس کفر کی آندھی کے سامنے تو کھڑے ہو جاؤ جو اسلام کو اکھیڑنے مٹانے کے در پے ہے۔ اس کا مقابلہ تو کرو۔ ہمارے جو متنازعہ امور ہیں جن میں بہت بڑے جھگڑے ہوتے ہیں ان میں آج کے زمانے میں موت بھی بڑا تماشہ ہے۔

اور میرے خیال میں جتنی تقسیم در تقسیم مسلمانوں میں موت و حیات کی کشمکش میں ہوئی اتنی شاید کسی دوسرے موضوع پر نہ ہو سکے مزے کی بات یہ ہے کہ اسلام نے موت پر وہ بات کی جس میں کوئی ابہام ہی نہیں چھوڑا۔ آپ پوری دنیا کے فلاسفی کو پڑھ جائیے پوری دنیا کی میڈیکل سائنس کو پڑھ جائیے پوری دنیا کے علوم پڑھ جائیے زندگی کے ایک چھوٹے سے Space پہ بات کریں گے جنین میں روح پیدا ہوتی ہے بچے کا حمل قرار پاتا ہے تو تمام دنیوی علوم کی دسترس میں آتا ہے اور وجود سے روح الگ ہو جاتا ہے تو ان کے علوم کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ وجود بعد از موت کیا ہے یا موت بجائے خود کیا ہے یا روح کیا ہے یہ آئی کہاں سے گئی کہاں اس کے لئے وہ بڑی سادہ سی بات بتاتے ہیں رات دن زیر زمین لوگ چلے جاتے ہیں۔ کیا خبر تہہ خاک تماشہ کیا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہاں جاتے ہیں کہاں سے آتے ہیں کیوں جاتے ہیں جاتے ہیں تو کیا کرتے ہیں کیا ہوتا ہے پوری دنیا کے فلاسفہ کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں وہ کہتے ہیں آدمی مرگیا بات ختم ہو گئی۔ آدمی آتا کہاں سے ہے وہ کہتے ہیں حیات پیدا ہو جاتی ہے۔ اب آ کر تماشا یہ بن گیا اب موجودہ سائنس نے بڑی دیر بعد یہ جب اعضاء کی پیوند کاری کا عمل آیا اور آنکھوں کے، گردوں کے آپریشن، مختلف اعضاء جسم، مرنے والے کے جسم سے ایک عضو لے لیا جاتا ہے زندے کا وہ عضو بے کار ہے اس کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے ہاتھ لے لیا اس کے ساتھ جوڑ دیا ایک بندہ ایکسیڈنٹ میں مرگیا دوسرے کا ہاتھ کٹ گیا وہ ڈاکٹر مرنے والے کا کاٹ کر زندے کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں کام کرتا ہے ایک بندہ مر رہا ہے اس نے آنکھیں ڈونیٹ کر دیں وہ لے لیتے ہیں زندے کو لگا دیتے ہیں دیکھنے لگتی ہیں گردہ لے لیا ڈنیٹ ہو یا قیمتاً" لے آئے اس سے لگا دیا کام کرنے لگا۔ تو سوال یہ پیدا ہوا کہ اگر وہ اجزائے ترکیبی ختم ہو گئے تھے اور موت کا وہ سبب تھے تو اس گردے کو کام نہیں کرنا چاہیے تھا یہ اس جسم کا ہے جس پر موت واقع ہو چکی اگر یہ جو آنکھ کام کر رہی ہے یہ تو اس جسم کی ہے جس پر موت آ چکی اگر اس کی وہ ریشو جو ہے ڈسٹرب ہو چکی تھی تو اسے دیکھنا نہیں چاہیے تھا یہ تو اس کے ساتھ ڈسٹرب ہو گئی لیکن جب اسے آپ زندہ جسم میں لگاتے ہیں تو یہ دیکھنے لگتی ہے گردہ کام کرنے کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ ریشو کی ڈسٹربنس کا نہیں ہے کوئی اور چیز ہے جو زندہ وجود میں ہے اور مردہ میں نہیں ہے۔ یہاں آ کر آج چودہ سو سال بعد سائنس اب مجبور ہو گئی کہ وہ یہ اقرار کرے کہ اس ایشو کے علاوہ کوئی چیز ہے اسے روح کہہ لو یا اسے کوئی بھی نام دے لو لیکن کوئی چیز ہے جس کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس چودہ سو سال بعد میڈیکل سائنس سے دلیل نہیں آئی لاجواب ہو کر مان رہے ہیں دلیل سے ماننا اور بات ہے اور لاجواب ہو کر چپ ہو جانا یہ اور بات ہے وہ تو متحد و متفق ہیں اپنی بات پر اور جن میں سے چرواہوں کو ہل چلانے والوں کو ان پڑھوں کو جنہوں نے سکول کا منہ نہیں دیکھا ان کو بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے کہ روح کیا ہے اور بدن کیا ہے حیات کیا ہے اور موت کیا ہے آپ ایک دور دراز جنگل میں بھیڑیں بکریاں چرانے والے سے پوچھ لیں تو وہ بھی آپ کو برزخ کے اور قیامت کے اور میداں حشر تک کے حالات بتاتا چلا جائے گا یہ کمال میرا آپ کا یا

مسلمان کا نہیں ہے۔ تعلیماتِ نبویؐ کا ہے۔ روشنی کا کمال جگنوں کا نہیں ہوتا کمال سورج کا ہے کہ اس کی کرنیں کھڈوں میں بھی جا کر غاروں میں بھی جاکر اندھیروں میں بھی جا کر روشنی پھیلا دیتی ہیں یہ تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ جھوٹ اور سچ' حلال اور حرام' جائز اور ناجائز' زندگی اور موت جاہل سے جاہل مسلمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذہن نشین کرا دی جو کسی مدرسے نہیں جاتا وہ بھی سمجھتا اور جانتا ہے پھر ان کو لڑانے کا کیا فائدہ۔ کتنی زیادتی ہے کہ اتنی تربیت یافتہ اتنی سلجھی ہوئی قوم ہمارے پاس ہو اور اسے معمولی باتوں پہ ہم جھگڑے میں لے جائیں۔ میرے بھائی! ایک عام مسلمان کو وہ وسعت نظر دی ہے اسلام نے کہ وہ جب پیچھے دیکھتا ہے تو عالم امر تک دیکھتا ہے۔

قُلِ الروح مِنْ اَمرِ رَبّی۔ روح کی اساس اور اصل تک دیکھتا ہے جب آگے دیکھتا ہے تو میدان حشر اور جنت و جہنم کے داخلے اس کے بعد کے حالات تک اسے اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بتاتا ہے یہ تو کافر ہے جو کہتا ہے۔ کیا خبر تہہ خاک تماشا کیا ہے مومن کے نزدیک زندگی اور موت لائف سٹریم کا ایک پراسس ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں آپ کالج اور سکول میں پڑھتے ہیں مختلف پیریڈز ہیں ایک گھنٹی بجتی ہے بچہ حساب پڑھ رہا ہوتا ہے اگلی گھنٹی بجتی ہے انگریزی کے کمرے میں چلا جاتا ہے پھر بیل Bell ہوتی ہے وہ ہسٹری والے پروفیسر کے پاس چلا جاتا ہے اس طرح زندگی کا جو رب عالمین نے نظام بنایا ہے اس میں عالم امر سے جن ارواح کو تخلیق فرمایا ان کے لئے اس نے ایک ایک ذرہ خاک کا ازل سے بانٹ دیا جب سے اس نے ارواح تخلیق فرمائے روئے زمین کا ایک ایک ذرہ اس نے بانٹ دیا ہے اور مقدر کر دیا ہے جس ذرے کو میرے وجود کا حصہ بننا ہے وہ آپ کے وجود کے قریب نہیں جا سکتا اور جسے آپ کے وجود کا حصہ بننا ہے وہ میں نہیں لے سکتا حتیٰ کہ جس باپ کے صلب سے بچہ پیدا ہوتا ہے غذا باپ کھاتا ہے لیکن بیٹے کا حصہ اس کے وجود کا گوشت نہیں بنتا اس کے صلب میں محفوظ ہو جاتا ہے غذا ماں کھاتی ہے لیکن بیٹے کے حصے سے بیٹے کا وجود بنتا ہے ماں کی ہڈی پسلی گوشت نہیں بنتا تو جو اس بیٹے میں تقسیم کر کے جنین تک پہنچا دیتا ہے وہ اس زمین پر اس فضا میں ایک دوسرے سے گڈ مڈ نہیں ہونے دیتا ہر وجود کا ایک ایک ذرہ مقدر ہے۔ عالم امر سے جب اس کی وہ گھنٹی بجتی ہے اس کا عرصہ پیدا ہوتا ہے تو شکم مادر میں آ جاتا ہے ایک زندگی ہے زندگی کا ایک سپین ہے ایک پریڈ ہے ایک عرصہ ہے وہ پورا ہوتا ہے تو دار دنیا میں آ جاتا ہے یہ پورا ہوتا ہے تو عالم برزخ میں چلا جاتا ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا میدان حشر میں پہنچے گا وہ بھی ختم ہو جائے گا اور بندہ چلتا چلتا اپنے گھر پہنچ جائے گا۔ یہ آنا جانا مذاق نہیں ہے یہ کھیل نہیں ہے یہ فضول نہیں ہے رب العلمین فرماتا ہے کہ میری شان سے بعد ہے کہ میں کھلونے بناتا رہوں اور ان سے کھیلتا رہوں کائنات کھیل نہیں ہے بلکہ بڑا عجیب تماشا ہوا۔

اللہ کریم خود فرماتا ہے کُنتُ کنزا "مخفیً" کوئی نہیں جانتا تھا مجھے بے شمار مخلوق تھی میری لیکن سب کی رسائی حکم تک تھی سارے میرے حکم کے تابعدار تھے کب سے سورج طلوع ہو رہا ہے اور کب تک طلوع و غروب ہوتا رہے گا اگر یہ سرمو بھی اللہ کے حکم سے انحراف کرتا تو آج تک دنیا یا سرد ہو کر تباہ ہو چکی ہوتی یا گرمی سے جل چکی ہوتی ایک ایک کرن کا حساب ہے کہ میاں تجھے اتنی کرنیں بکھیرنی ہیں اور ان میں اتنی حدت ہو گی اور ان میں اتنی روشنی ہو گی اس کی مجال نہیں ہے کہ اسے آپ کم و بیش کر سکیں اس کی مجال نہیں ہے کہ طلوع و غروب میں تاخیر کر سکے لیکن حکم کا تابع دار ہے حاکم کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرات نہیں رکھتا۔ فرشتہ آسمانوں' عرشوں پہ رہنے والی مخلوق حکم کا مطیع ہے۔ حاکم سے اس کا رشتہ نہیں حاکم کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہیں رکھتا کائنات کا ایک ایک ذرہ۔

لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ اس کے حکم کا قیدی ہے حاکم کی ذات سے آشنا نہیں تو فرمایا سارے میرے حکم کے جاننے والے ماننے والے تو تھے ایسا کوئی نہ تھا جو میری طرف بھی آنکھ اٹھاتا۔ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًا میں تو ایک پوشیدہ خزانہ تھا میرا جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ۔ مجھے یہ بات بھلی لگی کوئی مجھے چاہے کوئی مجھے جانے کوئی مجھے پہچانے کوئی میرے لئے بھی تڑپا کرے کسی کی نیند میری یاد میں بھی اڑ جائے کسی کی آنکھ میرے رخ روشن کی طرف بھی اٹھے کسی کا خون میرے قدموں میں بھی گرے کسی کا دل میرے نام پر بھی دھڑکے کوئی تو ہو جو کائنات کو تج دے اور میری طرف والہانہ بڑھتا ہوا چلا آئے کوئی تو میرا جاننے والا بھی ہو فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ۔ میں نے چاہا کوئی مجھے پہچان بھی لے فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔ میں نے یہ تماشا بنا دیا۔ اب اس نے فرمایا میں نے تمہیں زندگی میں اس لئے دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ جب تمہیں میں نے بنایا تو میں نے دو چیزیں بنائیں۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ۔ قرآن کی ترتیب بتاتی ہے کہ پہلے اس نے موت پیدا کی اور پھر حیات۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ۔ پیدا پہلے موت کو فرمایا اس لئے کہ حیات دے کر وہ ہمیں کمرہ امتحان میں بھیج رہا تھا۔ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً"۔ میں دیکھوں تو سہی کہ۔ جب میں نے تمہیں یہ شعور بخشا کہ تم مجھے دیکھ سکو جب میں نے تمہیں یہ نور بخشا کہ مجھے دل میں بسا سکو جب میں نے تمہیں وہ فکر بخشی کہ تم مجھے چاہ سکو تو پھر میں نے تمہارے سامنے ایک حسین گلشن بھی سجا دیا۔ اس دنیا کو جو اس کی ہجو کی جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے اس پر فتوے دیئے جاتے ہیں' بھولے نہ بنو۔ دنیا ایسی پھینک دینے والی چیز نہیں ہے۔ یہ اسی کے دست قدرت کا شاہکار ہے اور ایک ایک پہاڑ ایک ایک وادی کا حسن بندے کو پاگل کر دیتا ہے۔ پھولوں سے لدا ہوا ایک ایک پودا دل کھینچ لیتا ہے ایک ایک پرندہ اور ایک ایک جانور بندے کو گھنٹوں کھڑا رکھتا ہے اللہ کی قسم نظارات فطرت کو فطرت کے حالات میں جاکر دیکھئے ایک ایک پرندے کی رنگ سازی کو دیکھتے ہوئے پہروں گزر جاتے ہیں اور بندہ سمجھ نہیں پاتا کہ اس پر لکیریں کتنی ہیں کیسے بنی ہیں اور کس قادر مطلق نے اور کس مصور نے یہ تصویر بنا دی ہے یہ دنیا پھینک دینے کی چیز نہیں ہے اتنی خوبصورت اتنی حسین اور دلوں کو لبھا لینے والی کہ اللہ کریم نے اسے اتنا حسن دیا ہے کہ اسے اپنے مقابلے میں سجا دیا ہے اور دیکھ لو بیشتر مخلوق کو کھینچ کر لے گئی۔ اتنی بے کار اور بھدی ہوتی جیسی ہم سمجھتے ہیں تو لوگ اس پر نچھاور کیوں ہوتے اس میں بھی لذت ہے لطف ہے یہی کمال ہے فرمایا ؎

رخ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے

اور مزا تو یہی آیا کہ اس حسن و جمال اس کی لذت اس کی شیرینی کو چھوڑ کر میرے حسن پر فدا ہوتا ہے یا مجھے چھوڑ کر ادھر چلا جاتا ہے یہ سارا زندگی کا سلسلہ ہے بس اتنی سی بات ساری اتنی سی بات ہے نماز روزہ یا حج و زکوۃ یہ کیوں ہیں اس لئے کہ جب کھانا کھاتے ہیں دنیا سے دنیا کی لذت محسوس ہوتی ہے خوبصورت گاڑی میں بیٹھتے ہیں سواد آتا ہے اس پہ جھنڈا لگ جائے سر پھر جاتا ہے اچھا لباس ہو بندہ اکڑ جاتا ہے اس کی کمر سیدھی ہو جاتی ہے کبھی آپ نے کسی خوبصورت لباس والے کو جھکا ہوا دیکھا ہے؟ یہ پریشان حال بوڑھے جھکتے ہیں ان کے کوٹ کی کمر میں شکن نہیں پڑتی یہاں رہتے ہیں یہ دنیا کا کمال ہے بندے کا نہیں وہ اسے کر دیتی ہے اسی طرح سے اچھا کھاتا ہے خراٹے لے کے سوتا ہے اسے سمجھ نہیں آتی سورج ڈوبتا کہاں ہے طلوع کہاں سے ہوتا ہے اسے فکر ہی نہیں ہوتی لیکن اللہ نے کہا وہاں دو وقت کھاتا ہے میرے پاس پانچ وقت آئیں تجھے محروم نہیں کرتا میرے ساتھ بات کر اپنا حال دل کہہ میرا نور جمال دیکھ میں تیری سنوں تو میری سن تو سجدہ کر میں سامنے ہوں تو دعا مانگ میں تجھے عطا کروں تیرا میرا لین دین ہو تجھے سواد آجائے یہ دنیا کی لذتیں تجھے ہیچ معلوم ہوں ایک ایک سجدے

پ[illegible] دے مگر سجدے سے اٹھائے نہیں۔ ہوا یہ کہ ہم نے اتنا کھایا کہ سجدے بھول گئے اور یا پھر سجدہ کیا تو وہ رسم رہ گئی۔

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عبادت کی اصل یہ ہے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ۔ سجدے پتھروں کو ہوا کو فضا کو نہ کرو۔ مجود کو دیکھ کر سجدہ کرو۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ۔ اس یقین سے سجدہ کر کہ میرا رب میرے سامنے موجود ہے میں اسے سجدہ کر رہا ہوں اگر تجھ میں یہ ہمت نہیں ہے تو کم از کم یہ یقین ضرور ہو۔

فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے یہ یقین تو پیدا کر اور اگر یہ بھی نہیں ہوگا تو پھر رسم دنیا رہ جائے گی۔ پھر سجدہ رب کا نہیں وہ سجدہ بھی دنیا کا کہ لوگ مجھے پارسا سمجھیں لوگ مجھے پیر صاحب کہیں لوگ مجھے علامہ کہیں لوگ مجھے نیک سمجھیں پھر اللہ کا نہیں ہوگا پھر سجدے بھی دنیا کے ہو جائیں گے تو جس طرح دنیا میں ہم نے چار پانچ دفعہ ناشتہ کھایا چائے پی دوپہر کی پی۔ ظہر کی پی۔ روٹی کھائی دوپہر کا کھانا کھایا شام کا کھایا۔ پانچ تو ادھر بھی بنا لیتے ہیں اس نے فرمایا پانچ دفعہ ادھر بھی آجاؤ کتنا کریم ہے وہ کہتا ہے یار میں نے تجھے بے شمار نعمتیں دی ہیں اور دے رہا ہوں میرے سوا دینے والا ہے کون؟ جاؤ مجھے بھولو گے تو دیکھوں گا۔ تمہاری ایسی تیسی کردوں گا۔ کوئی اس کا کیا بگاڑ لیتا۔ اس نے کہا نہیں یہ نہیں اس طرح تو مزہ نہیں آئے گا جب شعور بخشا ہے تو میں خود کو تم پر مسلط تو نہ کروں میرا تو حکم ذرے ذرے پہ نافذ ہے مزا تو جب ہے کہ تمہیں اختیار دوں میں تمہیں آزاد کردوں اور تم میرے دروازے کے قیدی بن کے رہ جاؤ میں تمہیں آزادی دے دوں تم غلامی کو ترجیح دو میں تمہیں افلاس دوں میں تمہیں دنیا دوں تم بھوکا رہنا پسند کرو میں تمہیں اختیار دوں اور تم محکوم بن کر میرے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پہ کھڑا ہونا گوارا کرو مزا تو اس میں ہے یہ زندگی ہے یہ حیات ہے اور یہ اسلام ہے۔ ایک ایک ذرہ وجود کا اس نے معین کر دیا انسان پیدا ہوتا ہے تو آپ جانتے ہیں اس کے وجود کے ذرات کہاں کہاں سے آتے ہیں کوئی نہیں جانتا کہاں چاول بنتا ہے کہاں چینی بنتی ہے کہاں گھی بنتا ہے کہاں سے گرم مصالحے آتے ہیں یہ سب کیا ہے مٹی کی شکلیں ہی مختلف کچھ بھی نہیں ہیں۔ آپ گوشت کھاتے ہیں ہم دودھ پیتے ہیں کیا ہے سب مٹی کی مختلف شکلیں ہیں ہر وجود تک اس کا حصہ پہنچتا ہے وہ ذرات جو ازل سے مقرر کیے تھے مختلف (SHAPES) میں ڈھل کر مختلف زاویے سے ہو کر مختلف دروازوں سے گزر کر کہیں سے کسی تھوک خریدنے والے نے چاول خریدے اس نے منڈی میں بیچے آڑھتی نے آگے بیچے وہ پھر چلتے چلتے محلے کے پرچون فروش تک آئے ہم لے گئے ہمارے حصے کی مٹی تھی اس میں۔ یوں یہ بدن تعمیر پاتا ہے لیکن اس بدن میں صرف حیوانی حیات نہیں ہے وہ اتنا کریم ہے۔

اور اس نے ایسا ناتا ایسا جوڑ لگایا جو صرف اللہ لگا سکتا ہے یہ قانون ہے کہ جوڑ لگانے کے لئے جڑنے والی چیز میں نسبت کا ہونا ضروری ہے اگر دو دھاتوں کے اجزاء میں نسبت نہ ہو دھاتوں میں جوڑ نہیں لگتا یہ قانون ہے کہ جس دھات کو جس سے جوڑنا چاہتے ہیں اس کے اجزاء کی نسبت ایک جیسی ہونی چاہیے خواہ دھاتیں الگ الگ ہوں لیکن اگر ان کی نسبت نہیں ہوگی تو آپس میں جڑیں گی نہیں وہ ایسا قادر ہے کہ اس نے اعلیٰ و لطیف ترین ساری خلق سے اوپر جہاں عالم خلق کے نچلے ترین مادے کے ساتھ جوڑ لگا دیا کوئی نسبت نہیں تھی محض قدرت کاملہ سے ہے مادے کا اور تجلیات کی اس لطیف ترین صورت کا جو عالم خلق سے بالا تر ہے کوئی جوڑ بنتا ہے اس نے لگا دیا اور اس نے کہا کہ میں لگا رہا ہوں یہ ٹوٹے گا نہیں۔ یعنی جو مادہ اس روح کے ساتھ متعلق ہو جائے گا یہ ہمیشہ ہمیشہ اس کا رہے گا۔ •

روح کی اصل عالم امر سے ہے اور اسے دوام ہے یہ مادہ عالم خلق سے ہے جس کے لئے فنا ہے لیکن اب یہ جوڑ

اسے دوام بخش دے گا یہ فنا نہیں ہوگا کافر ہو کر مرجائے گا لیکن اس کا وجود اس کی روح کے ساتھ ہمیشہ رہے گا خواہ اسے جہنم میں رہنا پڑے فنا نہیں ہوگا۔

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

موت زندگی کی ابتدا ہے وہ مومن کی ہو یا کافر کی قران حکیم بتاتا ہے کہ جب اللہ سے بیگانہ نبی علیہ السلام سے بیگانہ ساری زندگی کفر میں رہنے والا بندہ دنیا سے رخصت ہونے لگتا ہے تو اس کی روح قبض کرنے کے لئے الگ سے فرشتے آتے ہیں۔

یَضرِبُوْنَ وَجُوھَھُمْ وَاَدْ بَارَھُمْ۔ ان کے منہ پر مارتے ہیں ان کی پیٹھ پر مارتے ہیں سزا دیتے ہیں کہتے ہیں ناشکرے نعمتیں رب کی کھاتا رہا اور اسی کے نام سے غافل اسی پر یقین سے غافل رہا اس دن سے غافل رہا لیکن جب مومن کا وہ وقت آتا ہے تو دوسری طرح کے فرشتے آجاتے ہیں وہ کہتے ہیں کوئی غم نہ کر اور کوئی پریشان نہ ہو ہم تجھے تیرے محبوب کی بارگاہ میں لے کر جانے کے لئے آئے ہیں جس کے لئے تو زندگی بھر تڑپتا رہا جس کی دید نے تجھے بے قرار رکھا جس کی طلب میں تو راتوں کو اٹھ جاتا تھا جس کی یاد نے تیرے سینے کو آباد رکھا۔ تو بڑا فاصلہ ہے ایک درمیانہ طبقہ بھی آتا ہے قرآن نے ایک تیسرے طبقے کی بات کی ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہیں دعویٰ اسلام کا رکھتے ہیں عمل کافر کا کرتے ہیں عبادات نہیں کرتے حلال حرام کی پرواہ نہیں کرتے جھوٹ بول لیتے ہیں برائی کر لیتے ہیں پوچھو تو کہتے ہیں مسلمان ہیں **لا الہ الا اللہ۔** محمد رسول اللہ فرشتے آجاتے ہیں۔ "ہاں بابے کیا کرتا رہا" قرآن حکیم فرماتا ہے وہ بندہ عذر کرتا ہے۔

ہم تو غریب لوگ تھے کسی کے ملازم تھے خان صاحب کے کلینڈر تھے ڈرائیور تھے جو حکم ملتا تھا کرتے رہے ہم تو امریکہ میں تھے معاشرہ تگڑا تھا جو وہ کہتے رہے کرتے رہے تو گورنمنٹ ہاوس پہ چپڑاسی تھا میں۔ بھائی نہ چھٹی ملی نہ میں نے نماز پڑھی انہوں نے جو کھلایا وہ میں نے کھا لیا تو ہم تو زمین پر غریب غرباء تھے جیسا بخت وروں نے کہا ہم کام کرتے رہے ہم کہاں اللہ کی عبادت کر سکتے تھے اور کیا حلال حرام ہونا تھا فرشتہ کہتا ہے۔

اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً۔ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کیا یہی خان صاحب کی ٹرانسپورٹ تھی مولوی صاحب کا ادارہ تھا یا گورنمنٹ ہاوس کا گھر ہی تھا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی ارے بے وقوف جس جگہ جس ادارے جس ملک جس معاشرے نے تجھ سے اللہ کی یاد چھین لی تو نے وہ معاشرہ چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ تو زمین پر اپنا سامان چھوڑ کر بھی نکل جاتا وہاں چلا جاتا جہاں تجھے اللہ کی یاد نصیب ہوتی ارے ظالم آج تو ساری دنیا چھوڑے جا رہا ہے تو تجھ سے ایک معاشرہ ایک شہر ایک سوسائٹی نہ چھوڑی جاسکی یا تو وہ تجھے ہمیشہ رکھ لیتی اللہ کی نافرمانی کرتا۔ وہاں عافیت سے رہتا اب تجھے ساری دنیا چھوڑنی پڑ گئی لہذا یہ کوئی جواز نہیں ہے۔

تو یہ ہے میرے بھائی وہ لمحہ جب آدمی زندگی کا امتحان پورا کر کے گزرتا ہے اب زندگی بڑی وسیع ہے اس میں لین دین بھی ہے کاروبار بھی ہے معیشت بھی ہے سیاست بھی ہے اس میں عبادت بھی ہے اس میں اخلاقیات بھی ہیں اس میں دوستی اور دشمنی بھی اس میں بندے کی محبتیں اور نفرتیں بھی ہیں زندگی کا تو بہت وسیع کینوس ہے تو کون جانے رب کس بات پہ راضی ہے کون بتائے رب کس بات پہ خفا ہے اللہ نے کہا یہ بڑی آسان سی بات ہے۔ ایک اور صرف ایک ہستی کی غلامی کو اپنا شعار بنالو بس بات ختم کسی سے فتویٰ لینے کی ضرورت نہیں کسی سے شاباں شاباں کرانے کی ضرورت نہیں کسی کو منوانے کی ضرورت نہیں۔

جو کہتا ہے وہ کرو جو پڑھاتا ہے وہ پڑھو جو کھلاتا ہے وہ کھاؤ جب جگاتا ہے جاگو جب سلاتا ہے سو جاؤ اپنے آپ کو

اگر دے سکتے ہو تو یہ سودا ہے بیچ سکتے ہو فروخت کر سکتے ہو تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر۔ اسلام کیا ہے۔؟

TO SURRENDER WITH NO CONDITION

غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دینے کا نام اسلام ہے۔ اگر اپنی شرطیں اس میں رہیں اگر اپنی پسند اس میں رہی یہ کام ہوا تو نماز پڑھوں گا یہ کام ہوگیا تو روزہ رکھوں گا یہ ہوگیا تو خیرات دوں گا یہ ہوگیا تو یہ کروں گا تو خدا کو ہماری ضرورت نہیں ہے اللہ ہمارا محتاج نہیں ہے۔

خدا درانتظار حمد مانیست محمد چشم براہ ثنا نیست

نہ اللہ کو ہماری تعریفوں کی ضرورت ہے نہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محتاج ہے ہماری مدح کا۔

خدا خود مدح خوان مصطفےٰ بس

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اللہ کافی ہے جس کی تعریف رب کرتا ہے وہ بندوں کی تعریف کا محتاج نہیں ہے۔ محمد حمد خدا بس۔ اور رب کو ساری کائنات سجدے کرتی رہے ایک سجدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری کائنات کے ابدی سجدوں پر بھاری ہے وہ خلوص وہ عشق وہ محبت وہ گہرائی وہ قرب وہ وصال کے لمحے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے میں ہیں ساری کائنات کے ابدی سجدوں پر تقسیم کردو وہ اس سے بہت زیادہ بہت بڑھ جائیں گے۔

خدا در انتظار حمد مانیست
محمد چشم براہ ثنا نیست
خدا خود مدح خوان مصطفےٰ بس
محمد حامد حمد خدا بس

تو میرے بھائی ہماری حیثیت تو صرف یہ ہے کہ جس طرح کوئی قطرہ گرتا ہے بادل سے سمندر میں گرے فنا تو ہوتا ہے لیکن ہر اٹھتی ہوئی موج میں اس کا وجود نظر آتا ہے فنا ہو کے سمندر بن جاتا ہے مٹ نہیں جاتا ایک قطرہ صحرا میں گرتا ہے اور وہ گر کر ریت کا حصہ بن جاتا ہے بگولوں میں اڑتا ہے پانی کی شناخت ختم ہو جاتی ہے ہمیں ایک دروازے پہ بکنا ہے ادھر بک گئے تو اس دریائے نور کا حصہ بن گئے جو محمد رسول صلی علیہ وسلم کے قدموں میں بہتا ہے اس سے محروم ہوئے تو کفر کے بگولوں میں کھو گئے اور ہماری ہستی واقعی ضائع ہوگئی۔

موت وہ عمل ہے کہ جب زندگی کے امتحان گاہ کا عرصہ پورا ہوتا ہے تو اللہ کے فرشتے اس کی روح کو بدن سے جدا کر دیتے ہیں خاص کیفیت ہے موت کی۔ بدن کو روح بالکل بھول نہیں جاتی جس طرح روح تخلیق ہوئی تو ایک ایک ذرہ روئے زمین کا اس کے لئے مقدر ہو گیا اسی طرح مرنے کے بعد ان ذرات کو روئے زمین پر بکھیر دو روح کی شعائیں اس تک پہنچتی رہتی ہیں ان کا رشتہ باقی رہتا ہے اگر مرنے والا سعید ہے اسے انعام ملتا ہے تو اس کے ذرات آگ میں بھی پھینک دو وہ شاداں و فرحاں رہتے ہیں اگر مرنے والا شقی تھا مومن نہ تھا اسے عذاب ہوتا ہے تو ہر ذرہ جہاں بھی ہے وہاں اس تک عذاب پہنچتا ہے فرق اتنا ہے کہ زندگی دنیا میں بذات مکلف بدن ہے روح ہم مانتے ہیں ہماری سمجھ میں عقل میں ہمارے کسی پیمانے میں نظر نہیں آتی۔ مرنے کے بعد مکلف بذات روح ہو جاتا ہے اور بدن اس کے تابع ہو جاتا ہے ہمیں بدن بے حس ذرات نظر آتے ہیں لیکن وہ ایک جہان کا حصہ ہوتا ہے وہاں ایک جہان آباد ہوتا ہے۔ اس دنیا کے بھی اپنے موسم ہیں اپنی فضائیں ہیں اپنی ہوائیں ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کو صاف بتایا نہیں سب کچھ دکھایا بھی ہے۔ مسلمان صرف سن کر ایمان نہیں لایا دیکھا بھی ہے مسلمان نے اور قیامت تک یہ دروازہ کھلا ہے کوئی دیکھنا چاہے تو آج بھی وہ برکات اپنے دل میں لائے جو محمد رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اطہر سے نصیب ہوتی ہیں تو یہ برزخ دور نہیں ہے اس لئے کہ ہمارا گھر ہے ہمیں وہاں جانا ہے ہمیں وہاں رہنا ہے تو ہمارے گھر کا ہم سے کیا پردہ یہ تو ہم نے

آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اللہ نے وہاں کوئی پردہ نہیں ڈالا ہوا آنکھ ہم نے بند کی ہوئی ہے ہم دنیا کے اندھے ہوگئے دنیا کے دیوانے ہوگئے مرتے مر گئے نہ ہمارا لباس اسلامی بنا نہ قالب اسلامی بنا نہ شکل اسلامی بنی کاروبار سیاست اخلاق یہ دور کی بات ہے ہماری دیوانگی اگر ہے تو کہنے کو شعروں کی حد تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری وفائیں اور غلامیاں کافروں کے لئے مختص ہیں ارے ہم تو اتنے گر گئے کہ ہمیں اللہ سے مانگنا بھول گیا اور ہم امریکہ سے مانگ کر کھاتے ہیں ہم کافر کا پس خوردہ وہ کھانے والے مسلمان کہلاتے ہیں ہم سے آپ سے کیا اسلام کا ہوگا اور ہم نے اسلام کو کیا سمجھا اسلام زندگی اور موت کے ایک ایک لمحے کو یوں جدا کرتا ہے کہ مرنے والا یوں بھی مرتا ہے کہ کہہ دیتا ہے یہ مرنے والے کو مردہ نہ کہو۔

ارے عجیب بات ہے کیا عجیب بات ہے مر بھی گیا جسم کے پرخچے اڑ گئے بوٹیاں کفن میں سمٹ نہیں رہیں ہم نے جنازہ پڑھا ہم نے دفن کر دیا وہ کہتا ہے خبردار یہ قتل تو ہوگئے یہ مانو قتل ہو گیا جنازہ پڑھو دفن کرو لیکن خبردار اسے مردہ کہنا حرام ہے۔

بَلْ اَحْیَاءٌ - یہ تو زندہ ہے یا رب کیسے زندہ فرمایا وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ - عقل انسانی میں وہ قوت نہیں ہے کہ تم عقلاً" اسے سمجھ سکو شعور انسانی عقل انسانی سائنس میں یہ جرات نہیں ہے کہ اسے جھانک سکے جاننا چاہو تو یقین سے جانو یا شعوری اور دیوانگی لاؤ۔ کیا عجیب منطق ہے ساری دنیا میں شعور کی قیمت ہے وہاں شعور چھوڑ کر جاؤ تو قیمت پڑتی ہے شعور اپنی ذات اپنی انا کا گواہ ہے اور اس سے بیگانگی غلامی کا حق ادا کر دیتی ہے ارے ہم تو یہاں وہ یہاں کی مثل ہے کہ وہ۔

چناب کے کنارے گاؤں کے چک ہیں تو اس نے ڈھولا گایا تھا جب گڑا برس رہا تھا تو مصلی نے ڈھولا کہا تو کسی نے کہا بے وقوف فصلوں پہ گڑا برس رہا ہے اس نے کہا "کوئی کانویاں دے توے تے تاں نہیں ناں وسدا پیا" ایک نوکر کو اتنا اعتماد تھا اپنے مالکوں پر اس نے کہا کہ ہماری روٹی تو وہاں سے آتی ہے ہمیں اس سے کیا فکر کہ فصلیں رہتی ہیں یا اجڑتی ہیں۔

جتنا ایک مصلی اور کمی کو زمیندار پر اعتماد تھا مسلمان کو تو اللہ پر اتنا بھی نہیں رہا کہ کم از کم اپنی ضروریات ہی کو اگر اللہ کے بھروسے پر نہیں رکھ سکتا تھا تو کافر کے سامنے تو ہاتھ نہ پھیلاتا۔

ہم ایسے بے غیرتوں کو اچھا نہیں سمجھتے تمہاری سمجھ میں یہ دوسرا جواب آئے گا لیکن پہلے وہ جواب دیا کہ میں تو مسلمان ہوں میری اس پہ ایک ہی دلیل ہے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا نجس ہے بات ہوگئی یعنی اس چھوٹی چھوٹی باتوں میں۔ مسلمان اتنا عظیم بندہ ہے اللہ کا کہ اس کے کھانے پینے سونے جاگنے ملنے دوستی اور دشمنی کا ٹائیم ٹیبل رب العزت خود بناتا ہے یار اس سے بڑا بھی کوئی عزت کا مقام ہے اس سے بڑی بھی کوئی عظمت کا تصور ہے کہ میں اور آپ تو سو جائیں اللہ کی طرف سے ہمارے اٹھنے کا ٹائم ٹیبل مقرر ہو اور اللہ کا بندہ اٹھانے کے لئے بھی مینارے پہ کھڑا پکار رہا ہو کہ بھائی جاگنے کا وقت ہو گیا حضور آپ کے اٹھنے کا وقت ہو گیا اور ہم اس ٹائم ٹیبل کو چھوڑ کر کافر کی غلامی کو ترجیح دیں تو پھر تف ہے ہماری سوچ پر عقل پر اور شعور پر کھانے کا وہ مینو بنا دیا رب العلمین نے یہ یہ یہ چیزیں کھاؤ اور یہ یہ چیزیں نہ کھاؤ پورا مینو رب نے دے دیا۔ ارے ایک بدھو سا حکیم انپڑھ ڈاکٹر اور پاکستان میں تو بیشتر ڈاکٹر ڈگریاں لکھ لیتے ہیں ڈاکٹریاں تھوڑی ہی کرتے ہیں اور بزنس کرتے ہیں بندوں کا چمڑہ ادھیڑتے ہیں پیر مولوی اور ڈاکٹر یہ تینوں ادارے اتنے تباہ ہو چکے ہیں کہ اتنی تباہی دوسری طرف نہیں آئی۔ علماء میں انپڑھوں نے داڑھیاں بڑھالیں اور چوروں نے داڑھیاں رکھ لیں پیروں میں نقلی سجادہ نشینوں کی بھرمار ہو گئی اور ڈاکٹروں میں عطائیوں کے ڈھیر لگ گئے اور یہ سارے قوم کا چمڑہ ادھیڑ رہے ہیں لوٹ رہے ہیں کھا رہے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے مجھے

کہ اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگوں کو مولانا جنازے میں کھڑا کرکے کہتے ہیں جنازے کی نیت اس طرح سے ہے او خدا کے بندے تو انہیں مسجد میں یہ نیت یاد کراتا ان غریبوں کو اتنا تو بتاتا کہ باپ مرجائے تو اس کے لئے دعا کرنے کی نیت اتنا بھی نہیں بتایا اب جنازے میں کھڑے ہوئے انہیں نیت یاد ہو جائے گی اتنا بھی **تکلف** نہیں ہے۔ پیر صاحب کہتے ہیں یہ تسبیح پڑھ لو موج کرو روپے مجھے دے جاؤ تم عیش کرو ارے تیرے روپوں کا انتظام ہم کریں ہمیں کون سی عیش۔

جب سے یہ ادارے تباہ ہوئے مسلمانوں پہ زوال آگیا اور پوری امت تباہی کی طرف چل پڑی لیکن میرے بھائی اس تباہی کے ذمہ دار ہم بھی ہیں ہم نے جب بزرگوں کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار تھے تو ہم نے کتے بھگانے والوں کو پیر کیوں مان لیا ہم نے جب بزرگوں کو دیکھا کہ ان کی خدمت میں بیٹھ کر ہمیں بھی دین نصیب ہوتا تھا تو ہم نے بے دینوں کو پیشوا کیوں بنالیا ہم بھی تو ذمہ دار اتنے ہی ہیں ہم سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم کس کے پیچھے چلتے رہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر کون پیشوا تمہیں بڑا نظر آیا کون زیادہ مقدس ہستی مل گئی کون بڑا بزرگ تمہیں نظر آگیا پیر مولوی اور استاد کا کام ہے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہمیں بتائے۔ اپنی نہیں۔ اور اگر ہمیں سمجھ نہیں ہے تو ہم کسی متنفس کے غلام نہیں ہیں موت کو حیات میں بدلنے والی وہی ہستی ہے جس کا نام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تیری یاد نے موت کو مات دے دی
تیری یاد کتنی حیات آفریں ہے

لیکن وہاں جاکر اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا امین ہے یار مجھے بتاؤ کہ عرب کے معاشرے میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ مبعوث ہوئے لوگ جادو گروں کو سجدے کرتے تھے لوگ کاہنوں کو سجدے کرتے تھے لوگ ڈاکوؤں کی پوجا کرتے تھے پتھروں دریاؤں اور پہاڑوں کو پوجتے تھے لکڑی کے بتوں کو پوجتے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی باکمال ہستی انہیں سجدہ کرنے کو کہتی تو میں جھگڑا ہی کوئی نہ ہوتا سارے سجدہ کرتے ان کی سمجھ میں یہ فلسفہ نہیں آتا تھا کہ اللہ کا یہ باکمال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتا ہے میں بھی اللہ کا بندہ ہوں تم بھی اللہ کے بندے ہو میرے ساتھ کھڑے ہو جاؤ میں سجدہ کرتا ہوں تم بھی کرو۔

کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے

اسلام تو وہ دین ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عام بندے کو رب العلمین کے روبرو کھڑا کر دیا اور فرمایا میں اپنی کہتا ہوں تو اپنے دل کی کہہ لے۔ ہم یہاں سے گر گئے ہم نے جھوٹ کو سچ ماننا شروع کر دیا کیوں بے عملی کے چکر میں دنیا پہ ہم فدا ہو گئے اور آج مسلمان دین بھی دنیا کے لئے لئے پھرتا ہے۔ میں ڈاک دیکھتا ہوں میں امریکہ سے واپس آیا تو کوئی تین ہفتے لگ گئے تھے تین ہفتوں میں کوئی تین سو خط میں دین کی بات نہیں تھی سارے دنیا کے میں نے کہا خدا کے بندو خود مزدوری کرکے کھاتا ہوں اگر میرے وظیفے بتانے سے تمہیں دولت ملتی تو ساری میں خود لوٹ لیتا تمہیں کیوں دیتا ارے تمہاری روزی مقرر ہے تم سے دال روٹی کا حساب نہیں دال روٹی کمانے کا حساب ہوگا۔ خدا کے بندو تم سے حلال حرام پوچھا جائے گا تم سے نبی علیہ السلام کا قرب اور دوری ناپی جائے گی تم سے اللہ کے قرب اور بعد کو ناپا جائے گا تو یہ زندگی اور موت آزمائش کے لئے رب نے دی ہے بیبیوں کا خط آئے گا جی بچہ روتا ہے میں کہتا ہوں میں تعویذ تو دے دیتا ہوں لیکن روئے گا پھر بھی غزلیں نہیں پڑھے گا بچہ ہے بھوک لگے گی روئے گا بیمار ہوگا روئے گا لے جاؤ تجربہ کرکے دیکھ لو۔ میاں لڑتا ہے۔ میاں نہیں لڑے گا تو پڑوسی لڑنے آئیں گے خدا کے بندوں زندگی کو اتنا سستا سمجھ لیا اور عجیب بات ہے اسی پر دکانیں چمک رہی ہیں کروڑوں روپے لوگ لوٹ رہے ہیں نذرانے اور شیرنیاں جمع ہو رہی ہیں۔ میاں بیوی کا رشتہ ہے

کبھی لڑیں گے کبھی مل بیٹھیں گے بھئی بچہ ہے کبھی بیمار ہو گا کبھی صحت ہو گی دنیا ہے صحت بھی آئے گی بیماری بھی آئے گی افلاس بھی آئے گا تنگی بھی آئے گی لیکن دیکھا یہ جائے گا۔

فاما اذا مبتلہ ربہ فا کرمہ و نعمہ وہ جب چاہتا ہے موٹر سائیکل سے اٹھا کر پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے پوجیرو سے اتروا کر گولی مروا دیتا ہے دیکھے گا کہ تو موٹر سائیکل پہ کیا تھا وزیر اعلیٰ کے ساتھ کیا تھا پوجیرو میں بیٹھا کیا سوچ رہا تھا حساب اب اس بات کا ہو گا۔ اب حساب اس بات کا ہو گا۔

جب چاہتا ہے نعمتیں عام کر دیتا ہے سلطنت دے دیتا ہے اختیار دے دیتا ہے اقتدار دے دیتا ہے غرض یہ ہوتی ہے کہ اس بلندی پہ پہنچ کر بندہ ہی رہتا ہے یا میرے مقابلے میں پروردگار اور فرعون بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ دوسری طرف آزمانا چاہتا ہے تو رزق میں تنگی دے دیتا ہے کہ بھوکا بھی میرا ہی بندہ رہتا ہے یا جہاں لقمہ ملے گا وہیں سجدہ کرنے چلا جائے گا تو یہ تو ایک زندگی کا پراسس ہے بھوک آئے گی فراوانی آئے گی صحت آئے گی بیماری آئے گی جوانی آئے گی بڑھاپا آئے گا زندگی ملی ہے موت آئے گی دیکھا یہ جائے گا کہ کس حال میں رب کے کتنا قریب تھا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کتنے قریب کر دیا تھا لوگوں کو۔ لوگو ہم دین سے نہیں ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچھڑ چکے ہیں اصل بات ہے دین کیا ہے نبی کے ساتھ نسبت کا نام دین ہے ہماری وہ نسبت چھوٹ رہی ہے۔ قادسیہ کارن پڑا بے شمار فوجیں تھیں اور آخری جنگ تھی اور رستم اس میں شامل تھا ایران کی طرف سے مسلمان بے جگری سے لڑ رہے تھے علامہ ابن کثیر نے ایک واقعہ نقل فرمایا فرماتے ہیں ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میرا چچا زاد میرے ساتھ تھا اور ہم اپنے گھوڑے لیکر لشکر میں ڈوب ڈوب جاتے اور دوسری طرف جا نکلتے لڑتے ہوئے عجیب عجیب داستانیں رقم کی ہیں مسلمانوں نے ادھر سے گھوڑے ڈال دیتے تو لڑتے لڑتے صفیں چیرتے ادھر نکل آتے فرماتے ہیں میں ڈوب کر ابھرا تو ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میرا چچا زاد ساتھ نہیں ہے تو میں سمجھ گیا کہ زخمی ہو گیا گر گیا میں نے ہٹ کر زخمیوں میں تلاش کیا تو ایک جگہ پڑا تھا خون بہ رہا تھا دوپہر تھی ریت خون سے سیراب ہو رہی تھی ہونٹوں پر پپیڑیاں جم رہی تھیں دن بھر کی تھکاوٹ لڑائی کی تھکاوٹ زخموں کی تپش سورج کی تپش ریت کی جلن تو میں نے سوچا کہ اب میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا لیکن میری کمر کے ساتھ پانی کی بوتل ہے میں اس کے ہونٹ تو تر کر سکتا ہوں فرماتے ہیں میں نے بوتل کھولی اس کے سر کے نیچے ہاتھ رکھا دوسرے زخمی کی آواز آئی العطش پانی چاہیے اس نے کہا پانی وہاں لے جا ارے یہ وہ عرب تھے جو لوٹ کر کھاتے تھے ایک لقمے کے لئے یہاں سے گردن کاٹ کر نکال لیتے تھے کہاں پہنچا دیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نزع کی تلخی میں پانی ایثار کر رہا ہے فرماتے ہیں میں دوسرے کے پاس گیا اس نے تیسرے کی طرف اشارہ کیا کہ ایک مسلمان وہاں گرا ہے پانی وہاں لے جاؤ وہاں پہنچا وہ شہید ہو چکا تھا دوسرے کے پاس آیا شہید ہو چکا تھا بھائی کے پاس آیا شہید ہو چکا تھا۔ اسلام نے تو اللہ کے نام پر لٹوانا سکھایا ہے ہم بن گئے ڈاکو اور لٹیرے۔ ہم دین کو بھی اپنی دولت کمانے کا سبب سمجھ بیٹھے اور مسلمان کی دنیا بھی دین تھی وہ دنیا کا کام بھی اللہ کی رضا کے لئے کرتا تھا تو اگر دنیا بھی دین بن جائے تو موت ایک پیریڈ ختم ہو کر اگلا پیریڈ شروع ہو جاتا ہے اور قبروں میں لوگ لہرے کرتے ہیں۔ آپ کو کیا خبر لہرے کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مومن کی قبر جنت کا ایک باغیچہ گلشن ہوتی ہے اور اگر ایمان سے محروم ہو کر گیا۔ پھر دوزخ کے گڑھوں سے گڑھا بنا دیا جاتا ہے۔

میرے بھائی سادہ سی بات ہے زندگی اور موت لائف جو چین ہے اس کا ایک حصہ ہیں مجھے بھی آپ کو بھی اس

سے گزرنا ہے میرے اور آپ کے پاس بھی فرشتے آئیں گے لیکن یار ایک ڈر لگتا ہے بندہ بڑے آرام سے کہہ سکتا ہے کہ مولوی صاحب آپ نے لیٹ بات کی ہم تو ساٹھ ستر برس گنوا بیٹھے جھوٹ بولتے غلطیاں کرتے گناہ کرتے نمازیں چھوڑتے۔ بخاری شریف میں ایک حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی امید افزا اور بڑی مزے کی ہے۔ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا ننانوے 99 آدمی قتل کئے اس نے ظلماً"۔ اسے خیال آیا بوڑھے بھی ہو گئے ہیں بندے بھی اللہ کے بڑے مارے تو کوئی صورت توبہ کی ہونی چاہیے کسی مولانا کے پاس گیا انہوں نے کہا خدا کے بندے ننانوے بندے مار کر توبہ سوچتا ہے تیرے لئے تو کوئی توبہ نہیں اس نے کہا پھر توبہ نہیں ہے پورے سو تو ہوں گے نا جہنم ہی جانا ہے تو ایک سینچری تو پوری کرو۔ انہوں نے انہیں بھی بھگتا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی اللہ کے بندے کے پاس گیا تو اس نے کہا توبہ کو تو تو عاجز نہیں کر سکتا اللہ کی رحمت کو تو تو عاجز نہیں کر سکتا ابھی سے خلوص سے توبہ کر لے لیکن ایک بات ہے واپس اپنے لوگوں میں جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ تیرے معاشرے اور تیرے ماحول نے تجھے بدکار بنا دیا وہ تجھے پھر ویسا ہی کر دیں گے فلاں جگہ جو لوگ ہیں وہ نیک اور صالح ہیں اس طرف چلے جاؤ تاکہ تم توبہ پہ قائم رہ سکو نیکوں کا ساتھ اختیار کرو نیکوں کی طرف چلے جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ وہاں سے توبہ کر کے اس نیک بستی کی طرف روانہ ہو گیا زندگی پوری ہو گئی فرشتے آ گئے موت کے اور دونوں محکمے آ گئے جہنم والے اپنے سوٹے لے آئے ہماری آسامی ہے جنت والے گل و گلزار لائے کہ اس نے تو توبہ کر لی تھی اب جھگڑا فرشتوں میں ہو گیا کہ ہماری سامی ہے ہماری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انہوں نے دعا کی بار الٰہی تو فیصلہ فرما فرمایا ایسا کرو زمین کی پیمائش کر لو اگر بدکاروں کے قریب ہے تو جہنم والوں کو دے دو نیکوں کے قریب ہے تو ادھر لے جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرشتوں کو پیمائش پہ لگا کر اللہ نے زمین کو حکم دے دیا کہ ادھر سے پھیل جا بدکاروں کی طرف سے نیکوں کی طرف سے سمٹ جا بندہ ہے عاجز ہے میری طرف چل تو پڑا۔ فرشتوں کو ماپنے دے لیکن تو ادھر سے سمٹ جا ادھر سے زیادہ ہو جا۔ اگر بنی اسرائیل کا کوئی بندہ توبہ کر کے نیکوں کی بستی کی طرف چلے تو اتنا کرم ہے تو مومن اگر توبہ کر کے سیدھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے تو کتنا کرم ہو گا۔

ارے لوگو! موت سے ڈرنا چھوڑو موت کو ذرا دو اپنے سے دور کر دو موت کو بھلا دو مزا تو جب ہے کہ ہماری آنکھ بند ہو تو صدا آئے **وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ** خبردار میرے ان بندوں کو مردہ مت کہو ہمارے سامنے میدان کھلا ہے بارگاہ کھلی ہے گنبد خضراء موجود ہے جان پاس ہے بدن اپنے ساتھ ہے یار کس نے روک رکھا ہے ہمیں دنیا کے لالچ اور نفس کی خواہشوں سے اتنی پتلی پتلی زنجیروں سے ہم بندھے ہوئے ہیں اتنے پتلے پتلے چھوٹے چھوٹے رشتوں سے اور چھوٹے چھوٹے دھاگوں سے جو رشتہ میرا اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ رشتہ میرا میرے باپ سے میرے بیٹے سے میری بیوی سے میری بیٹی سے میرے دوست سے میرے بھائی سے نہیں ہے تو پھر سارے رشتے اگر اس رشتے کی آڑ بنتے ہیں تو انہیں توڑ دو قربان کر دو کاٹ کر پھینک دو اور ان کو بھی دیکھو جو روساء کے گھروں میں پیدا ہوئے ہجرتیں کر کے میدان بدر میں صف آرا ہو گئے شہید ہو گئے مکے کی چوٹی کے رئیس تھے اس زمانہ میں اسی اسی دینار کی وہ گز آتی تھی جو قبا پہنا کرتے تھے اور بدر میں وہ شہید ہو کر پڑے تھے ڈھائی گز کی وہ چادر چھوٹی پڑ رہی تھی ڈیڑھ گز کی چادر تھی پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور رشتے کاٹ کر پھینک دو اگر وہ آڑ بنتے ہیں تمہارے اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان روٹی کے لقمے کے پیچھے چند لمحے سونے کے لئے عارضی اقتدار کے لئے جھوٹ بولتے

ہو بے دینوں اور بدمعاشوں کا اتباع کرتے ہو۔ بدکاروں کا ساتھ اس لئے دیتے ہو کہ یہ لوٹیں گے اور ہم لوٹ میں حصہ دار بنیں گے کبھی ڈاکوؤں نے بھی دوسرے ڈاکوؤں کو کچھ دیا ہے۔ ارے میں نرا مولوی نہیں ہوں میں چوروں ڈاکوؤں کے ساتھ بھی رہا ہوں اللہ کا احسان ہے میں نے چوری ڈاکے کا کھایا نہیں لیکن میں نے دیکھا ہے اور میرے پاس اب بھی آ جاتے ہیں لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں اس کے ساتھی بدمعاش بھی ہیں میں کہتا ہوں یار اللہ کے بندے جو ہیں چلو جتنی دیر میرے پاس بیٹھتے ہیں تب تو بدمعاشی نہیں کرتے کسی کے چند لمحے تو سکون سے گزرنے دو۔ میرے پاس تو مسجد میں بیٹھتے ہیں اس وقت تو کوئی بدمعاشی نہیں کرتے تو اگر کسی بدکار کے بھی چند لمحے مسجد کے زیر سایہ بیت جائیں تو تمہیں کیوں دکھ ہوتا ہے یہ بھی تو اللہ کی مخلوق ہے انہیں بھی سوچنے دو انہیں بھی آنے دو نیک تو پہلے نیک ہیں۔

میرے ایک دوست تھے انہوں نے لوٹا کسی کو اور مال تقسیم کر رہے تھے میں بھی پہنچ گیا کیا ہے بھئی یہ سونا ہے یہ بانٹ رہے ہیں جب سارے لے کر چلے گئے تو اس نے کچھ سونا اور نکالا میں نے کہا یہ کہاں سے لایا ہے وہ کہنے لگا اسی لوٹ کا ہے تو یہ کدھر سے آیا تو اس نے کہا وہ ان کی آنکھ بچا کر میں نے رکھ لیا تھا میری بات سمجھ میں نہیں آئی اللہ جانتا ہے میں منبر پر بیٹھا ہوں میری سمجھ میں نہیں آئی میں نے کہا تو کیسا دوست ہے ان کا۔ کہنے لگا بے وقوف میں چور ہوں اور چور کا کمال یہ ہے کہ سب سے چوری کر لے میں نے ان سے بھی کر لی۔ میں چور ہوں میرے فن کا کمال یہ ہے کہ میں چوری کروں تو جب کسی سے کی تو ساتھیوں سے بھی کر لی یہ تو فن کا کمال ہے۔

تو جن کے پیچھے ہم بھاگتے ہیں یہ تو چور ہیں سارا ہمیں نہیں دیں گے ان کے فن کا کمال تو یہ ہے کہ ادھر سے بھی چرا لیں ادھر سے بھی چرا لیں وہاں کیوں نہ جائیں جہاں چوری نہیں عطا ہے کرم ہے دو عالم کی کوئی حقیقت نہیں ہے ارے زندگی تو ساتھ چھوڑ دے گی کوئی پتہ نہیں کب آخری لمحہ آ جائے۔ لوگو! اللہ فرماتا ہے تم ایک کام کرو۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ مرتے دم تک تم میرا دامان رحمت نہ چھوڑو پھر تم فارغ ہو پھر میں کروں گا جو تم چاہو گے تم مانگ کر دیکھنا تم پر پابندی نہیں ہو گی جو تم چاہو گے وہ ہو گا لیکن یہ تھوڑے سے دن جو میں چاہتا ہوں۔ یہ نہ سوچیں کہ کچھ لمحے ملتے تو وہ کر لیتا یہ کر لیتا یہ کر لیتا بلکہ اس کا ہر لمحہ اس انداز میں ہو کہ آ جائے الحمد اللہ مہلت دے دے اس کی مرضی قبول کر لے اس کی مرضی۔ پھر بات بنتی ہے۔

اور بزرگوں کی یادگار اس لئے منائی جاتی ہے کہ زندگی کے جھمیلوں میں اللہ کی یاد کو سینوں سے لگا کر گزر گئے ہمیں ان کی زندگیوں ان کی موت سے یہ سبق حاصل کرنا ہے کہ ہم اس زندگی کے طوفان میں اس زندگی کے جھمیلوں میں زندگی گزاریں دوستوں کے ساتھ دوستی اور دشمنوں کی دشمنی کا حق ادا کریں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ محنت کریں اور رزق حلال کمائیں۔ غریبوں کی مدد کریں غریبوں کو لوٹیں نہیں سچ بولیں اور سچ بلوائیں سچ مانیں اور سچ منوائیں۔ اور زندگی میں ان نقوش کو ثابت کر جائیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے پہ ثبت فرمائے ہیں۔ زندگی کام آ گئی موت بھی زندگی کا ایک حصہ ہے اور اگر اس میں ناکام ہو گئے تو پھر زندہ بھی کر گئے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر زندہ بھی مردہ ہے اور جو نسبت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوتے ہیں ان کے وجود قبریں ہیں اور چلتی پھرتی قبریں ہیں جن میں روح کی لاش چھپی ہوئی ہے۔ بعض لوگ زندہ مرے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض مرنے والے زندہ رہتے ہیں اللہ ہمیں اس کا شعور دے اللہ ہمیں آقا سے وفا کرنے کی توفیق دے خدا ہمیں ان فرقہ بندیوں سے بلند لے جائے بہت اوپر چلے جاؤ یار جہاں کوئی جھگڑا نہیں اوپر کی فضا بڑی پر سکون ہے وہاں چلے جاؤ۔

آپ نے دیکھا ہم ہوائی جہازوں میں بیٹھتے ہیں نا تو ایک

سطح تک بجلی بھی کڑکتی ہے بادل بھی گرجتے ہیں جھکڑ بھی ہوتا ہے اس سے جب اوپر ہو جاتے ہیں تو سب نیچے رہ جاتے ہیں اوپر بڑا سکون ہوتا ہے بڑی موج ہوتی ہے اسلام کا راستہ ان سب جھکڑ جھولوں سے اوپر ہے محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی غلامی کا نام ہے میری پیر صاحب کی مولوی صاحب کی نہیں مت گھاس ڈالو مجھے اگر میں اپنی بات کہتا ہوں وہ بات لو جو میرے پاس اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے میری بات سے آپ کو کچھ نہیں ملے گا وہ آقا کا جو ہے ارشاد ہے وہ لے لو جہاں سے ملے لو یار خود قرآن کیوں نہیں پڑھتے اللہ نے تمہارے لئے نازل کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ہے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کیوں نہیں پڑھتے دنیا بھر کی خرافات پڑھ لیتے ہو جسے دیکھو رانجھا ہیر یاد ہے جسے دیکھو سیف الملوک پڑھ رہا ہے انپڑھ بندہ بھی۔ حدیث شریف یاد نہیں ہوتی نماز کا ترجمہ یاد نہیں ہوتا کلمے کے دو بول کا ترجمہ نہیں آتا باپ مر جائے جنازہ نہیں آتا بیٹا پیدا ہو جائے اذان نہیں دے سکتے تف ہے یار اس مسلمانی پر اور اس بے حسی پر اپنے اسلام کے مالک بنو جیسے بھی ہو کمزور ہو بوڑھے ہو غریب ہو ان پڑھ ہو اسلام تو اپنا ہے اس کے مالک بنو یار ایک بھینس گم ہو جائے تو پولیس کو اس تفصیل سے لکھواتے ہو بھینس تھی بھوری تھی سینگ ایسا تھا کان ایسا تھا دم ایسے تھے کھر ایسے تھے سارے کا سارا اسلام گم ہو جائے تو کہتے ہو مولوی صاحب سے پوچھیں گے اسلام کیا مولوی کے باپ کا تھا آپ کا اپنا اسلام ہے کہاں کھو گیا کہاں گم ہو گیا مولوی صاحب تو آپ کو اسلام کی خبر دے سکتے ہیں آپ کا گم ہوا ہوا سرمایہ خود آپ نے تلاش کرنا ہے تو اپنے اسلام کو اپنا بناؤ اسے تلاش کرو سینے سے لگاؤ موت آئے تو کس کا حساب اور کیسا حساب۔

حدیث شریف میں آتا ہے مومن کو قبر میں آکر اٹھاتا ہے فرشتہ اٹھ بھائی میاں حساب دے جواب دے تو وہ آنکھ ملتے ہوئے کہتا ہے **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** کون ہے بھائی وہ کہتا ہے یار میرا جواب ہو گیا آرام کرو۔ وہ کہتے ہیں کچھ نہیں پوچھنا تو آرام کر میاں جو کچھ پوچھنا تھا پوچھ لیا سن لیا۔ یار اتنا تو یاد کر لو۔ اتنا تو ہو جائے۔

تو موت راستے کی ایک منزل ہے انشاء اللہ اس سے گزریں گے اور مردوں کی طرح گزریں گے آخر ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں ایسے گئے گزرے نہیں ہیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں ہم ناکارہ سہی نالائق سہی لیکن ہمارے ہاتھ میں جو رسہ ہے وہ بڑا خوبصورت بڑا مضبوط اور نہ ٹوٹنے والا ہے اس ایک دروازے سے غلامی کر لو جس سے جی چاہے اختلاف کرو لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلامی کر لو ساری بات سنور جائے گی۔ اللہ ہمیں اس کا شعور اور توفیق بھی دے ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے اور ہمارے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو شرف قبولیت بخشے میرا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں تھا کوئی بھائی خفا ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ کسی کی دل آزاری غیر شعوری طور پر ہوئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں مجھے کسی سے جھگڑا کسی سے طنز کسی پر طنز کرنا یہ نہیں تھا بلکہ میں یہ سمجھانا چاہتا تھا کہ اسلام میں موت و حیات کا تصور کیا ہے اللہ کریم ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ کرے کہ میں شاید سمجھا سکا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(بستی بابا جی سرگودھا)

دعائے مغفرت

سلسلہ عالیہ کے صاحب مجاز ساتھی جناب آفتاب اقبال احمد (اویسیہ سوسائٹی لاہور) کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ سب ساتھیوں سے ایصال ثواب کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔

سالانہ اجتماع

۷ جولائی (جمعرات) سے دارالعرفان میں سالانہ اجتماع شروع ہوگا اور ۱۲ اگست تک رہے گا۔

○ تزکیۂ نفس کے لیے صحبتِ شیخ لازمی ہے۔ سلوک میں صحیح راہنمائی، باقاعدہ تربیت حاصل کرنے اور آگے ترقی کیلئے اس اجتماع میں آپ کا شامل ہونا ضروری ہے۔

○ اِس اجتماع کا مقصد ہی یہ ہے کہ سالکین کی صحیح اور باقاعدہ تربیّت کے ساتھ ساتھ صحبتِ شیخ بھی نصیب ہو۔ تاکہ آپ کے قلوب اُن انوارات و برکات سے روشن ہو جائیں جو صرف صحبتِ شیخ سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

○ وطن کے دُور دراز علاقوں اور غیر ممالک سے آنے والے سالکین کے ساتھ میل جول بھی آپ کے لیے باعثِ برکت ہے

وقت نکال کر ضرور دارُالعرفان منارہ تشریف لائیں۔

(دارالعرفان خوشاب اور چکوال کے درمیان سرگودھا روڈ پر واقع ہے۔)

احساناتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے کمالات کی انتہا نہیں ہے۔ اللہ کریم نے بے شمار پہلو کتاب اللہ میں ارشاد فرمائے ہیں۔ انسانی عقل اور انسانی شعور اور انسانی فہم اور استعداد کے مطابق ارشاد فرمائے ہیں تاکہ لوگ ان صفات کو ان کمالات کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قائل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کریں اور یوں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واسطے سے اپنے مالک حقیقی کو پہچان سکیں وہ بے شمار اوصاف جو قرآن حکیم میں ارشاد ہوئے ہیں ایک یہ صفت ارشاد ہوئی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معبوث ہوئے تو انسان بھی تھے دنیا پر حکومتیں تھیں۔ قبائل تھے۔ رشتہ دار تھے کاروبار تھا تجارتیں تھیں جہاں لوگ رہتے بستے ہیں۔ جہاں کوئی دشمنی کرتا ہے وہاں دوستی بھی ہوتی ہیں جہاں کاروبار ہوتے ہیں وہاں تعلقات بھی ہوتے ہیں جہاں قبیلے ہوتے ہیں۔ وہاں رشتہ داریاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ تھا۔ لیکن اس سارے ماحول کو قرآن حکیم نے فرمایا **اذکنتم اعداء** سب ایک دوسرے کے دشمن تھے اس لیے کہ اگر تعلق اللہ کے لیے نہ ہو اور اس سے دنیاوی اغراض وابستہ ہوں تو وہ دوستی نہیں ہوتی وہ ایک کاروبار ہوتا ہے۔ باہمی مفادات کا سودا جو ہوتا ہے وہ محبت نہیں ہوتی۔ وہ ضرورتیں ہوتی ہیں اور وہ ضرورتیں جو باہمی مفادات کے لیے اور دنیاوی اغراض کے لیے ہوتی ہیں وہ لوگوں کو اکثر اوقات دوسروں کے حقوق چھیننے پر جمع کر دیتی ہیں۔ جسے چوروں میں بھی دوستی ہوتی ہے۔ ڈاکوؤں میں بھی دوستی ہوتی ہے ایک دوسرے کے لیے جان قربان کر دیتے ہیں اور ممالک میں حکومتوں میں، قوموں میں بھی دوستی ہوتی ہے کہ سب مل کر کسی تیسرے کا گھر اجاڑ دیتے ہیں اس سارے عمل کو قرآن حکیم نے دوستی نہیں کہا چونکہ سب کچھ تو موجود تھا۔ اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معبوث ہوئے۔ حال یہ تھا کہ جہاں مفادات پے زد پڑتی تھی تو بھائی بھائی کا گلہ کاٹ دیتا تھا۔ دوست دوست کے ساتھ دھوکہ کرتا تھا باپ اولاد کو زندہ درگور کر دیتا تھا تو وہ دوستی تو نہ تھی وہ اغراض تھیں۔ انسانی ضرورتیں تھیں جس نے کچھ لوگوں کو ایک جگہ۔جمع کر دیا تھا اور جب وہ ضرورتیں درمیان سے نکلیں تو وہ دوستی نہ رہی لیکن فرمایا میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے **فالف بین قلوبکم** جسے نور ایمان نصیب ہوتا گیا اسے ساتھ ساتھ محبت بھی عطا ہوتی گئی۔ جو دل نری دشمنی جانتے تھے۔ جو دل کڑک تھے۔ سخت تھے۔ سیاہ تھے۔ تلخ تھے۔ وہ سارے کے سارے محبت سے بھرپور ہوتے گئے اور اس طرح محبت بانٹی **اذکنتم اعداء** دشمن تھے ایک دوسرے کے **فاصبحتم بنعمۃ اخوانا** اللہ نے تم

پر احسان کیا کہ اسلام میں داخل ہوئے تو اگلی صبح ایک دوسرے کے جانثار تھے۔ اسلام نے جو دوستی، جو محبت، جو الفت پیدا کی جو دوستی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ جو محبتیں حضورؐ نے دیں ان کا نام ہی کچھ اور تھا ان سب محبتوں کا مرکز اللہ کی ذات اور اللہ کی رضا تھی اور جہاں اللہ کی رضا مل رہی ہوتی تھی اللہ کی رضامندی نصیب ہو رہی ہوتی تھی وہاں سارے لوگ اپنی اس دوستی پر اپنے مفادات قربان کر دیتے تھے۔ اور جنہیں دنیا والوں نے دوستی کا نام دے رکھا تھا اسے قرآن حکیم نے دشمنی قرار دیا کسی کو ساتھ ملا کر اسے برائی کی طرف لے جانا اللہ کی رحمت سے دور اللہ کے عذاب کی طرف لے جانا دوستی نہیں کہلاتا چونکہ قرآن حکیم کے نزدیک یہ دنیا جو ہے یہ محض ایک دار عمل ہے جہاں ہر آدمی اپنا اپنا کردار ادا کر رہا ہے اور ہر ایک کو یہاں سے جانا ہے۔ جانے کے بعد جو زندگی شروع ہو گی وہ حقیقی زندگی ہے دائمی ہے ابدی ہے اسے ہمیشہ رہنا ہے جو عمل اس تھوڑی سی زندگی میں کیا گیا اس کی بنیاد پر اس ساری زندگی کا فیصلہ ہو جائے گا اگر یہاں کی دوستی برائی پر تھی تو عاقبت کی ساری زندگی تباہ ہو گئی۔ تو اسے دوستی کہنا تو جہالت ہے وہ تو دشمنی تھی لیکن اگر یہاں کسی کی دوستی نے اس کے دو عالم سنوار دیئے عاقبت سنوار دی۔ فرمایا یہ دوستی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کو دی کہ کوئی دو انسان صرف اس لیے ملتے ہیں کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں اللہ کو یاد کریں اللہ کے دین کا کام کریں اللہ کے بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کا کام کریں اور جس میں انہوں نے وہ مثالیں قائم کیں جو صفحہ تاریخ میں نہیں ملتیں۔ اب بھی وہی لوگ تھے وہی معاشرہ تھا، وہی ماحول تھا، وہی ضرورتیں تھیں۔ آج بڑی عجیب بات یہ ہے کہ جب بات دین پر عمل کرنے کی ہوتی ہے وہ ذاتی ہو یا قومی سطح کی بات ہو تو سب سے پہلا سوال جو اٹھتا ہے اور سب سے زیادہ وزنی بات جو کہی جاتی ہے اور اپنی ذات میں بھی یہی بات ہوتی ہے کہ ہمیں ایک معاشرے میں زندہ رہنا ہے جی ہم اکیلے کس طرح کر سکتے ہیں ایک ماحول ہے ایک معاشرہ ہے لوگوں کا ایک طریقہ حیات ہے ایک قانون ہے ایک ملک ہے اس میں لوگ

ایک سمت جا رہے ہیں تو ایک اکیلا آدمی اس بہاؤ کے الٹ کیسے تیر سکتا ہے جب قومی سطح کی بات ہوتی ہے تو ملک میں قوم میں بھی یہ ہی سب سے بڑا جواز جو ہوتا ہے تراشا گیا ہوتا ہے کہ یہ بہت مشکل ہے کہ ساری دنیا سے ہٹ کر علیحدہ کس طرح زندہ رہا جا سکتا ہے لیکن اگر خدانخواستہ ساری دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہو برائی کی طرف جا رہی ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مسلمان کو بھی اسی دھارے میں بہہ جانا چاہیے اگر ماحول اور معاشرے کو دیکھیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو کون سا ماحول تھا کون سا معاشرہ تھا پوری دنیا کے سیاسی حالات کیا تھے اور باہر کی ساری حکومتیں سپر پاور کہلانے کی مستحق تھیں ان سب کے طریق کیا تھے قانون کیا تھے حکومتیں کیسی تھیں آپ جدھر بھی دیکھتے ہیں جتنا بھی کوئی مطالعہ کرے گا وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ پوری معلوم انسانی تاریخ میں جتنا بدترین اور تاریک زمانہ وہ تھا اتنا بد اور اتنا تاریک اور اتنا ظالم وقت نہ اس سے پہلے کبھی انسانوں نے دیکھا اور نہ اس کے بعد اس طرح روئے زمین پر تباہی پھیلی۔ اب روئے زمین پر کفر ہے ظلم ہے جور ہے اور ایمان قبول کر لیتا ہے اسلام قبول کر لیتا ہے ایک غریب آدمی۔ ایک فقیر

ایک غلام جو کئی نسلوں سے مکہ کے روسا کے پاس غلام ہے باپ دادا، پردادا غلام پیدا ہوا خود غریب غلام پیدا ہوئے جس کی پوری نسل میں کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کا سوچا بھی نہیں لیکن جب اسے نور ایمان نصیب ہوتا ہے تو وہ ایک دم بدل جاتا ہے یہ نہیں کہ وہ انہیں گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ میں تمہیں روک سکوں یا نہ روک سکوں میں تمہارے ساتھ تباہی کے دھارے

میں بہنا گوارہ نہیں کر سکتا اگر میں کمزور ہوں اگر میرے پاس وسائل نہیں ہیں اگر میرے پاس اسباب نہیں ہیں کہ میں تمہیں روک سکوں میں تمہارے ساتھ برائی کے دھارے میں نہیں بہہ سکتا میں تمہارے ساتھ کفر میں ملوث نہیں ہو سکتا میں تمہارے ساتھ حرام میں شامل نہیں ہو سکتا میں تمہارے ساتھ گناہ میں شراکت نہیں کر سکتا اور پھر آپ جانتے ہیں تاریخ کا حصہ ہے کہ کفار نے ظالموں نے جابر انسانوں نے ان پر مظالم کی انتہا کر دی آپ تاریخ انسانی میں شعب ابی طالب کا واقعہ ہی پڑھ لیجئے تو تین طویل ترین سال جو تھے تین صدیاں بن جاتے ہیں کہ چند لوگ جن کی بیویاں بھی ہیں جن کی مائیں بھی ہیں جن کے بوڑھے باپ بھی ہیں معصوم بچے بھی ہیں ایک بے آب و گیاہ وادی میں دھکیل دیے جاتے ہیں جہاں سارا دن دھوپ ہوتی ہے اور آگ برستی ہے ریت اڑتی ہے پانی نہیں سبزہ نہیں سر چھپانے کو سایہ نہیں ہے کھانے کو کچھ نہیں ملتا ہے کوئی کھانے کو قیمتاً بھی کوئی چیز دینے کو تیار نہیں۔ حتیٰ کہ شعب ابی طالب کے واقعہ میں ملتا ہے کہ پرانے چمڑے کے جوتے تھے ٹوٹے پھوٹے انہیں جلا کر ان کی خاک بھی صحابہؓ نے پھانکی ان کے بچے بھی ان کی گود

میں بلکتے تھے ان کی مائیں ان کے سامنے دم نہیں توڑتی تھیں ان کی بیویوں کے ہونٹ خشک نہیں ہوتے تھے ان کے سامنے ان کے جو بہت ہی پیارے لوگ تھے ان کا کیا حشر تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تکلیف گذرتی تھی وہ اس سب کے سوا تھی جو صحابہ کرامؓ کو جو محبت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ایسی تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لیے

بیٹے بیٹیاں، مائیں، بہنیں، گھر عزت جان و مال ہر شے قربان کر سکتے تھے اور اس کے باوجود آپؐ کی تکلیف دیکھنا بہت زیادہ مشکل تھی۔ لیکن اس سارے میں وہ کس آسرے پر قائم رہے۔ کیا شعب ابی طالب میں بیٹھے ہوئے لوگ یہ سوچ سکتے تھے کہ ہم پوری دنیا کے اس بہتے ہوئے دھارے کو روک دیں گے وہ چند لوگ جو اپنے کھانے کا انتظام نہیں کر سکتے وہ چند لوگ جو اپنے سر چھپانے کے لیے جھونپڑا نہیں بنا سکتے چند تنکے میسر نہیں ہیں پینے کا پانی میسر نہیں ہے وہ کیا یہ سوچ سکتے تھے کہ ہم یہ ساری دنیا کا ماحول ہے اسے بدل دیں گے اور ان ساری نفرتوں کو مٹا کر یہاں محبتیں بھر دیں گے بظاہر کوئی آثار نظر نہیں آتے لیکن ان میں عجیب بات پیدا ہو گئی تھی کہ وہ ایک دوسرے پہ ہی جان نثار نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے لیے بھی دعائیں کرتے تھے جو ان کے ساتھ یہ ظلم کر رہے تھے کہ اللہ انہیں بھی محبت دے دے کہ یہ لوگوں کے ساتھ یہ حشر نہ کریں آپ پورے شعب ابی طالب کا واقعہ پڑھ لیجئے تین سالوں میں ان مشرکین مکہ کے لیے کسی نے بد دعا بھی نہیں کی کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض نہیں کہ کہ آپؐ ان کے لیے بد دعا ہی فرما دیجئے ہمارے

ساتھ کتنا ظلم کر رہے ہیں بلکہ خود کو اپنی ذات کو اس دھارے میں بہنے سے یکسر الگ کر دیا ایک کنارے پر ہو گئے کہ یہاں تم رکو نہ رکو ہم تم کو بھی آواز دیتے رہیں گے کہ رک جاؤ تم جسے دوستی کہہ رہے ہو یہ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی ہے تم جسے نفع کہہ رہے ہو یہ نقصان ہے تم جسے سربلندی سمجھ رہے ہو ذلت کا راستہ ہے تباہی کی طرف جا رہا ہے اور پھر اگر تم نہیں رکتے تو تم ہمیں زبردستی بھی اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ مسائل تو ان کے بھی یہ ہی تھے معیشت کیا تھی ان کا سیاسی نظام کیا تھا بلکہ آج تو زمانہ بہت بدل گیا ہے اور آج تو بہت سی آزادیاں ہیں آدمی اپنی ذاتی زندگی جس طرح بسر کرنا چاہے اس پر کوئی پابندی نہیں اگر آج کے معاشرے میں دنیا کی کسی برائی پر رکاوٹ نہیں ہے تو نیکی پر کیسے ہو سکتی ہے آج کا معاشرہ تو ایسا ہے کہ انسان کو کوئی پوچھنے والا نہیں سوائے اللہ کے۔ اس معاشرے میں برائی بھی ہر آدمی ہر طرح کی نہیں کر سکتا تھا شہنشاہ کیا کرتے تھے وہ کام وزیر امیر نہیں کر سکتے تھے جو کام وہ کر سکتے تھے وہ عام آدمی نہیں کر سکتا تھا۔ برائیوں کی بھی سٹیٹس کے مطابق اجازت تھی تو اس گھٹے گھٹے ماحول میں ان چند مقدس ہستیوں نے اس پورے بہاؤ کا جو دباؤ تھا اسے برداشت کیا تو نتیجہ یہ ہوا۔ اس برائی کے اڑتے ہوئے طوفان میں خوبصورت سا سرسبز جزیرہ بن گیا کچھ لوگوں کا چند لوگوں کا، پھر دوسرے جو خوش نصیب تھے انہوں نے بھی وہاں ستانا شروع کر دیا اور ایک ایک کر کے بڑھتے پھیلتے آپ نے دیکھا ربع صدی میں انہوں نے ایک جہاں کو سکون آشنا کر دیا محبت آشنا کر دیا ہم بیان کرتے ہیں تقریریں کرتے ہیں محنت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کوئی لمبی تقریر نہیں ملتی سب سے لمبا خطبہ جو ہے وہ حجتہ الوداع کا ہے اس میں بھی تین پیراگراف ہیں جن میں گنے چنے جملے ہیں اور وہ پوری انسانیت کا منشور ہے صحابہ کرامؓ کی آپ تقاریر لے لیں۔ بہت مشہور تقریر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہے بحیثیت خلیفہ چند خوبصورت جملے اور ایک آدھ پیراگراف ہے کوئی لمبی تقریر نہیں ملتی۔ بغیر تقریروں کے بغیر کسی نعرہ بازی کے بغیر کسی شور شرابے کے ایک جہاں کو انہوں نے کیسے بدل دیا ان کے وجودوں میں وہ محبت سرایت کر گئی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی تھی۔ ان کی زندگی جو تھی ان کا اٹھنا بیٹھنا جو تھا ان کے معاملات اور جو ان کا طریقہ کار تھا اس میں ساری انسانیت کے لیے محبت کے دریا بہتے تھے۔ جہاں چند صحابہؓ پہنچے اور اگر بس گئے انہیں لوگ دیکھ دیکھ کر مسلمان ہوتے گئے کہ کتنی خوبصورت زندگی ہے ہم یہ کیوں نہ اپنائیں۔ یہ انسانی مزاج ہے آج آپ دیکھتے ہیں ایک آدمی سر پر استرا پھیر کر بازار میں چلا جاتا ہے دوسرے دن ایسے دس آدمی نظر آتے ہیں جنہوں نے سرمنڈوائے ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس میں اسے کوئی عزت ملی ہے یا اس میں اسے راحت ملی ہے اس لیے لوگ ادھر دوڑتے ہیں یہ جو نیا کام کر دیا ہے شاید اس میں کوئی آرام ہے راحت ہے یا اس میں کوئی لمحہ خوشی کا مل سکتا ہے تو جہاں حقیقتاً راحت ہو حقیقتاً خوشی ہو کچھ لوگ اللہ کے لیے ملیں اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں تو وہاں کبھی نفرت نہیں آتی اور جہاں سے اللہ کا نام نکال دیں وہاں محبت نہیں وہاں کاروبار اور تجارت رہ جاتی ہے باہمی معاملات اور مفادات کا سودا رہ جاتا ہے ایک دوسرے سے کوئی فائدے کی امید ہے تو دوستی ہے سمجھا کہ اب اس

سے فائدہ نہیں ہو گا ملے گا کچھ نہیں کچھ دینا ہی پڑے گا تو دوستی ختم ہو جاتی ہے وہ محبت نہیں وہ تجارت ہوتی ہے باہمی ضرورتیں ہیں انسانی معاشرے کی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی جب کوئی مہمان مسجد نبویؐ میں آتا اور کاشانہ نبویؐ پر کھانے کو نہیں ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرما دیتے تھے کہ ایک شخص مہمان بھی ہے یا دو یا چار ہیں۔ تو صحابہؓ میں سے کوئی ساتھی ساتھ لے جاتے۔ ایک دفعہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تو شائد اس دن کوئی ایسا وقت تھا کہ کوئی بندہ بھی ایسا نہیں تھا۔ جس کے پاس کھانے کو کچھ ہو کچھ دیر خاموشی رہی تو ایک صحابیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ برکت دے میں ساتھ لے جاؤں شام کا وقت تھا تو شام کے کھانے کے لیے جب وہ گھر لے گئے انہیں پتہ تھا کہ گھر میں ایک آدمی کا کھانا ہے دو چھوٹی چھوٹی روٹیاں دو میاں بیوی تیسرا مہمان بھی لے گئے انہوں نے بیوی سے کہا ایک تو چراغ کی لو دھیمی کر دینا نظر نہ آئے تم اور میں اس برتن میں ہاتھ بھی ڈالتے رہیں گے اور منہ بھی ہلاتے رہیں گے لیکن کھانا نہیں کھانا یہ ایک آدمی کا ہے اور یہ اللہ کا مہمان ہے ہماری شب بسر ہو جائے گی لیکن اسے پتہ بھی نہیں چلنا چاہیے کہ یہ لوگ نہیں کھا رہے محبت تو اس کا نام ہے کیسی عجیب محبت دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی ساری ضرورتیں اپنا سارا آرام اپنی ساری راحت قربان کر دی ایک مسلمان بھائی کے لیے ایک دوسرے بندے کے لیے صرف اس لیے کہ اس کے ساتھ اللہ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ہے۔ اسی کے جواب میں اللہ کریم نے فرمایا کہ عجیب لوگ ہیں اپنی ضرورتیں بھول جاتے ہیں اور جو کچھ پاس ہوتا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اسلام پر عمل کے لیے جو دیوار نظر آتی ہے ہم کہتے ہیں معاشرہ مجبور کرتا ہے۔ سوسائٹی ایسی ہے ساری دنیا کا نظام ایسا ہے اصل بات یہ نہیں ہے دنیا کا نظام اتنا برا نہیں جتنا اس وقت تھا اصل بات یہ ہے کوئی کمی ہم میں ہی تھی جو یاد ان کو نہ آسکے اصل بات یہ ہے کہ کوئی محبت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بانٹی تھی وہ محبت جو صحابہؓ نے حاصل کی تھی وہ جس وہ عشق وہ پیار جو انہیں ملا تھا۔ ہم نے اس کا کوئی قطرہ نہیں پایا اور اگر ہمارے پاس ہے تو اس میں کمی ہے اس میں وہ قوت نہیں ہے اگر وہ ہمیں دھارے کو بدلنے کی ہمت نہیں دیتا تو ایک اس وجود کو تو اس دھارے سے کنارے پر جانے کی ہمت دے دے۔ انہیں جو محبتیں ملیں ان محبتوں نے انسانی تاریخ کا بہتا ہوا دھارا بدل دیا اور اگر ہم وہ دھارا نہیں بدل سکتے خدانخواستہ تو کم ازکم درجہ تو یہ ہے کہ کہ اس ایک وجود کو تو اس بہتے ہوئے دھارے اس برائی کے طوفان سے کسی کنارے پر لے جائیں اور اگر ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے تو پھر ہمارے اس دعوے میں کیا جان باقی رہ جاتی ہے کہ ہمارا بھی تعلق ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اگر سوچا جائے کیا جان باقی رہ جاتی ہے کیسا تعلق ہے کیسا رشتہ ہے اور کیسا ایمان ہے کیسی محبت ہے یہ کیسا عشق ہے جس میں اتنی بھی جان نہیں کہ وہ ایک مشت خاک کو بچا سکے اور ان کی محبت کا اثر تو یہ تھا کہ ایک کائنات کو تحفظ مل گیا ہمارے پاس آج بھی معیار وہ ہی ہے جو تب تھا کیونکہ اسلام کی دو باتیں جو ہیں طے شدہ ہیں ایک تو اسلام بالکل وہ ہی بات ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی آپؐ کے بعد کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو اس میں کوئی کمی کر سکے یا کوئی اضافہ

کر سکے دوسرا کمال یہ ہے کہ اسلام کی ہر وہ خصوصیت جو اس دور میں روز اول میں تھی وہ ہمیشہ کے لیے ہے اور ساری انسانیت کے لیے ہے اگر اس بہتے دھارے میں کسی ایک آدمی نے بھی دامن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے تھام لیا تو وہ ایک ہی نہ بچا اپنے ساتھ کئی لوگوں کو بچا گیا وہ کمال آج بھی وہ ہی ہے کوئی ایک بھی دامان محبت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھام لے اور اس مضبوطی سے تھامے کہ اپنا آپ وہاں سے اٹھنے نہ دے تو وہ صرف ایک نہیں آپ دیکھیں گے کہ وہ معاشرے کے رخ کو بدلنے والا ایک بن گیا کمزوری یہ نہیں ہے کہ معاشرہ خلاف ہے رکاوٹ یہ نہیں ہے کہ ماحول ساز گار نہیں رکاوٹ یہ بھی نہیں کہ دنیا کا سیاسی نظام صحیح نہیں ہے رکاوٹ یہ ہے کہ ہماری گرفت دامان رحمتؐ پے مضبوط نہیں۔ ہم نے کچھ جسے بے دلی کہنا چاہیے یا کم ہمتی کہنا چاہیے یا کمزوری کہنا چاہیے اس طرح سے ہم نے پھسلتا ہوا ہاتھ رکھنے کی کوشش کی ہے جو پھسلتا ہی رہے جو ایک آدمی کو ہماری ذات کو ہمارے وجود کو نہیں روک سکتا ہمارا وہ ہاتھ ایک کائنات کو ایک نظام کو ایک معاشرے کو کیسے روکے گا تو ساری نیکی ساری پارسائی اور ساری بھلائی سارے مجاہدے' عبادتیں ذکر اذکار ان سب کا حاصل یہ ہے کہ بندے کے دل میں وہ محبت آ جائے جو اغراض سے بالاتر ہو جو اللہ کی رضا کے لیے ہو جو اللہ کی ساری مخلوق کے لیے ہو اور برائی پر سمجھوتہ نہ کرے جو برائی پر سمجھوتہ کرنے والی ہوتی ہے وہ محبت نہیں ہوتی اسی کو قرآن کریم نے دشمنی کہا ہے دو شخص مل کر ایک دوسرے کا ساتھ دے کر ڈاکا ڈال لیتے ہیں تو دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کی صرف اس کے ساتھ دشمنی نہیں کی جس کو لوٹا بلکہ وہ عمل کر کے اپنے آپ کو بھی جہنم کا ایندھن بنایا اللہ کے عذاب کی گرفت میں دیا اپنے ساتھ بھی اور ایک دوسرے کے ساتھ بھی دشمنی کی تو محبت ہر وہ عمل ہو گا جو خود کو بھی اور دوسروں کو بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لے جائے۔ دور کرنا مرکز سے جان سے روح سے اور انسانیت کی جو انتہائی ضرورت ہے اس سے دور کرنا دوستی نہیں ہوتی کسی پیاسے کو پانی کے قطرے سے دور لے جانا یہ دوستی نہیں ہے۔ انسانی حیات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترستی ہے اور اس کے بغیر حیات انسانی کا تصور نہیں رہتا قرآن حکیم فرماتا ہے جو لوگ اس سے محروم ہوتے ہیں **اولیئک کل انعام** وہ جانوروں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ انسانی حیات معدوم ہو جاتی ہے **ہل ھم اضل** بلکہ وہ تو ان سے گئے گذرے ہو جاتے ہیں اس لیے کہ جانوروں کو انسانی شعور دیا ہی نہیں گیا اس لیے جانور ہیں اور یہ انسانی شعور رکھتے ہوئے اس سے محروم ہو کر جانوروں کی طرح ہو جاتے ہیں اب آپ اس بگڑے ہوئے معاشرے کو دیکھیں۔ انسان اتنا دور جا چکا ہے میرے خیال میں کوئی جانور بھی اتنی ذلت کا تصور نہیں کر سکتا اس قدر گر چکے ہیں لوگ اس سارے معاشرے میں ہر وہ بندہ جو لا الا اللہ محمد رسول اللہ کا دعوی کرتا ہے اس سے قیامت کو پوچھا جائے گا اگر تیرے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق' محبت ایمان عشق اللہ کا پیار تھا تو اللہ کی اس تباہ ہوتی ہوئی مخلوق کے زخموں پر کون سا مرہم تو نے رکھا۔ اگر اس پر مرہم رکھنے کی بجائے اس کا حصہ بن جائے تو آپ اندازہ کیجئے اس کے نتائج کیا ہوں گے اور آج ہمارا تعلق اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ ہم اس معاشرے کا حصہ بنتے جا رہے ہیں ہم کہاں سے کہاں چلے گئے پہلے

جہاں دو چار یا دس مسلمان جا کر بسے وہ علاقہ وہ قوم وہ ملک مسلمان ہو گئے آج لاکھوں کسی جگہ جا کر بستے ہیں تو ہمارا مسئلہ یہ ہے ہماری اولاد ان جیسی ہو گئی یا تیسری پشت کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ کبھی مسلمان بھی تھے۔ یہ آپ دیکھیں نا مسلمانوں میں وہ عشق وہ جنوں وہ اللہ کے ساتھ تعلق اور رابطے کی وہ قوت تھی جہاں وہ جا کر بسے وہ لوگ وہ معاشرہ مسلمان ہونے لگ گیا ہم میں وہ کمزوری آ گئی ہے کہ ہم جہاں جاتے ہیں MELT ہو کر کفر میں ملنا شروع ہو جاتے ہیں ہمارا اپنا وجود ختم ہونے لگتا ہے پگھل کر اسی مٹی میں مل جانا یا جل کر اسی خاک میں شامل ہو جانا تو کوئی کمال نہیں یہ تو کوئی بھی کر سکتا ہے اور جس مسلمان کو اس معاشرے کی آگ جلا کر اپنے میں شامل کر لیتی ہے اور راکھ بنا لیتی ہے اسے یہ خیال ہے کہ وہ دوزخ سے بچ جائے گا دوزخ کی آگ اسے نہیں جلا سکے گی آپ اندازہ کیجئے ہم کتنی خوش فہمی میں ہیں اور اپنے آپ سے کتنا بڑا دھوکہ کر رہے ہیں نہیں جی ٹھیک ہے ہم مسلمان ہیں کیسے مسلمان ہیں ہمارے مسلمان ہونے کا کیا ثبوت ہے ہمارے پاس کون سا جنون و عشق ہے کتنی اللہ سے محبت ہے کتنا ہم اس معاشرے میں اللہ کا بندہ ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں کتنا تحفظ ہماری ذات سے اللہ کے بندوں کو مل رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں آب حیات ہوں تو اس نے کس کی پیاس بجھائی کس کے ہونٹوں کو تر کیا کسی کو ایک گھونٹ پلایا؟ کسی کو ساری زندگی ایک خطرہ نہیں پلا سکا اور وہ کہتا ہے میں دریا ہوں وہ کیسا دریا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے کون سا پھول کھلا اس کی تراوٹ سے' کون سا بادل برسا اس کے بخارات سے' کون سا پیاسا سیراب ہوا اس کی موجوں سے' اور اگر کچھ بھی نہیں ہوا تو کیسا دریا ہے کیسے وہ کہتا ہے میں دریا ہوں مسلمان تو محبت کا سمندر ہے مسلمان تو عشق کی جلتی ہوئی شمع ہے مسلمان تو ایمان کے نور کا مینار ہے اور مسلمان کے پاس تو وہ محبت ہے جو ساری کائنات کو گردش میں کر دیتی ہے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کی محبت اللہ کے حبیبؐ کی محبت۔ آپ اپنے ذاتی معاملات میں بعض ایسے دوستوں کو جانچئے تو کئی لوگوں کے ساتھ ہمارا دوستی کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ ہم بعض اوقات مالی نقصان برداشت کر لیتے ہیں اس آدمی کی بات نہیں ٹالتے خواہ وہ قریب نہ بھی ہو ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ اگر یہ کام کر لیا تو جب اسے پتہ چلے گا ناراض ہو گا چلو کوئی بات نہیں نقصان اٹھا لیتے ہیں تو اگر ایک آدمی کا تعلق قربانی پر مجبور کر دیتا ہے اگر اللہ سے محبت ہو جائے تو آدمی کتنے مفادات قربان کر سکتا ہے اور اگر ہم نہیں کر سکتے ہمارا جو محبت کا دعویٰ جسے ہم لیے بیٹھے ہیں وہ محال نظر آتا ہے اب چوتھائی کروڑ مسلمان برطانیہ میں بستے ہیں چوبیس پچیس لاکھ کسی چھوٹے سے ملک میں ہوں اور ان کے MELT ہونے کا سوچا جا سکتا ہے؟ وہ تو چوبیس پچیس لوگ جہاں گئے وہاں انہوں نے لوگوں کی ایک کائنات بدل دی کیونکہ اللہ کی محبت تو کفر میں نہیں ڈھلتی حضورؐ کا عشق تو کفر میں نہیں ڈھلتا اللہ کا دین تو کفر میں نہیں ڈھلتا اور اگر ڈھل رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم میں کمی ہے کمزوری ہے تو اس کمزوری سے ہمیں نکلنا ہو گا۔ ہمیں سب سے پہلے اس وجود کو اپنی ذات کو اپنے اس بدن کو اصلاح پر قائم کرنا ہو گا۔ یہ کائنات کو چھوڑ سکے مگر اسلام کو نہ چھوڑے موت بھی آئے زندگی بھی چھن جائے۔ اسلام پر چھینے اسلام کو چھوڑ کر نہیں۔ اگر دو میں سے ایک

چیز دینی پڑے جان جائے گی یا دین جائے گا فرمایا جان دے دو دین مت دینا اگر تم نے دین دے کر پیسہ بچایا دین دے کر جان بچائی تو بڑا گھاٹے کا سودا کیا سب سے پہلے تو ہم یہ دیکھیں کہ ہم اس ایک BODY STRUCTURE پر کتنا اسلام نافذ کر سکے اسے اس بہتے ہوئے دھارے سے کتنا کنارے پر لے جا سکے اگر ہم اس ایک وجود کو لے جائیں تو اس کے ساتھ اتنے وجود وابستہ ہوتے ہیں کہ بے شمار لوگوں کو وہ رسی اپنی طرف کھینچنا شروع کر دے کہیں دنیاوی رشتے کہیں کاروباری معاملات کہیں لین دین کہیں ہمارے کردار کا اثر کہیں ہماری رہنے کی خوبصورتی دوسروں کو بھی متوجہ کر دے گی ذکر اذکار اور مجاہدے سے جو حاصل ہوتا ہے جو منازل نصیب ہوتے ہیں وہ سارے مقامات عشق و محبت کی دین ہے وہ ساری FEELINGS ہیں وہ سارے احساسات ہیں کہ محبت الٰہی اور محبت رسولؐ اللہ اس قدر راسخ اور مضبوط ہوتی جائے کہ وہ اس بہانے سے اوپر چلی جائے کہ معاشرہ نہیں ہے یا ماحول نہیں ہے بلکہ وہ کہے کہ میں تو ہوں معاشرہ ہے یا نہیں۔ ماحول ہے یا نہیں میں تو ہوں اپنے ہونے کا ثبوت دے اس کے ہونے کا ثبوت دوسروں کے لئے بھی باد سحر بن جائے گا اب وقت ہے تاریخ ایک بار پھر بدل رہی ہے سارے ازم ختم ہو چکے ہیں ایسا دور آیا ہے جو یہ کہتے ہیں ناروس ختم ہو گیا سوشل ازم ختم ہو گیا ہے ان کی نگاہ بہت تھوڑی ہے حقیقت یہ ہے اس دور نے سارے ازم ختم کر دیئے ہیں اگر سوشل ازم پر سے لوگوں کا اعتبار اٹھا تو رہا کسی جمہوریت پر بھی نہیں پوری انسانیت ایک بار پھر خالی ہاتھ ہو گئی ہے کیا کیا جائے کس سمت چلا جائے بہتری کدھر ہے

اب کسی علم پر لوگوں کا دل جمتا نہیں ہے یہ الگ بات ہے ہم اس دور میں بھی انہیں ایمان میسر نہ کر سکے تو ہماری کتنی بڑی کمزوری ہے اور پوری دنیائے کفر اس بات پے تلی ہوئی ہے دنیا میں کچھ ہو جائے انسان کہیں چلے جائیں اسلام کے دامن میں پناہ نہ لیں کہیں کوئی چھوٹی موٹی اسلامی ریاست نہ بن جائے ورنہ انسانیت وہیں لنگر انداز ہو جائے گی ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی تو اس سارے طوفان میں جہاں کفر اتنی شدت سے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے کہ لوگ اسلام کی طرف نہ جائیں ہم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ ہم نے کتنی محنت کی کہ لوگوں کو اسلام کا اصلی پہلو محبت شفقت اور وہ روشنی دکھا سکیں وہ صرف لکچر سے تو نہیں ہوتا ہے عمل سے دکھائی جا سکتی ہے کہ کوئی ہمیں دیکھ کر ہمارے ساتھ معاملات کر کے ہمارے ساتھ بات کر کے اندازہ کرے گا کہ کہاں کتنی محبت ہے اللہ کریم ہمیں توفیق عطاء فرمائیں اور وہ جرات رندانہ عطاء فرمائیں کہ ہم بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے ستانے والا ایک چھاؤں والا اور پیار محبت والا سایہ دار درخت کا کردار ہی ادا کر سکیں یہ نفرتوں کے کانٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے نہیں دیئے یہ ہمارے گناہوں کے بوئے ہوئے ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بھی کافر کہتا ہے اسلام جب کسی کے دل مین جلوہ گر ہوتا ہے تو وہ کافر کو بھی اپنے دامن میں لینے کے لئے بے قرار رہتا ہے چہ جائیکہ وہ اپنوں کو دور پھینکے وہ دوسروں کو بھی اپنا بنانے کی فکر کرتا ہے اللہ کریم گناہوں سے درگزر فرمائے ہمیں وہ محبت عطاء فرمائے اور پھر سے اسلام کی وہ بہار دیکھنا نصیب فرمائے۔ و آخر دعونا ان الحمد اللہ رب العلمین۔

جمہوریت

انسان مدنی الطبع ہے تخلیقی طور پر اور یہ مل جل کر رہنے پر مجبور ہے۔ اس کا مزاج تخلیقی طور پر ایسا ہے۔ اس کے اس مل جل کر رہنے نے معاشرے تشکیل دیئے۔ طریقہ ہائے زندگی تشکیل دیئے۔ جنہیں کبھی تہذیب کا نام دیا گیا کبھی ثقافت کا لیکن انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے تشریف لا کر بنی نوع آدم کو تہذیب کی جگہ دین عطا فرمایا اور دین ایک ایسے ضابطہ حیات کا نام ہوا کرتا ہے جس میں اللہ سے تعلق سے لے کر بندوں کے آپس کے تعلقات تک کو اس انداز میں طے کر دیا جاتا ہے جو اللہ کریم کو پسند اور محبوب ہے جو اللہ ارشاد فرماتا ہے۔ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کی آخری تشریف آوری آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر رب کریم نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ دین اسلام ہی اللہ کے نزدیک بحیثیت دین قابل قبول ہے اور اب اس کے بعد نہ اس پر کوئی کمی ہو گی نہ بیشی۔ نہ کوئی نئی نبوت آئے گی نہ کوئی نیا دین ہو گا۔ نوع انسانی کے لئے اللہ سے تعلق اور انسانوں کے انسانوں سے تعلق انسانی معاشرت سیاست معیشت انسانی اخلاق انسانی کردار انسان کی زندگی اس کی موت اس کی دوستی اس کی دشمنی کے معاملات طے کر دیئے گئے یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب روئے زمین پر ہر طبقے کے لوگوں نے اپنے لئے ایک الگ طرز حیات بنا رکھا تھا اور اپنے حلقہ اثر میں منوا رکھا تھا اور روئے زمین پر اگر کوئی ایسا طبقہ نہیں تھا جو اللہ کے نام سے واقف ہو تو وہ اس عہد میں نہیں تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ روئے زمین پر کوئی ایک فرد بھی ذات باری یا صفات باری سے واقف نہیں تھا۔ حتیٰ کہ ہمیں سیرت سے ملتا ہے۔ بعض ایسے لوگ جنہیں یہ تجسس پیدا ہوا اور جو بتوں کی خدائی پر خود کو مطمئن نہ کر سکے وہ جہاں تک ان کا بس چلا وہ پھرے یہود و نصاریٰ کے علماء کے پاس بھی گئے کہ ہمیں اللہ کی ذات یا اس کائنات کے بنانے والے اور چلانے والے کی ذات یا صفات کے بارے میں مطلع کیا جائے تو ایک جواب دیا جاتا تھا کہ ہماری کتابوں میں نبی آخری الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیش گوئی ہے اگر وہ مبعوث ہوں اور تم ان کا زمانہ پا سکو تو تمہارے سوال کا جواب مل جائے گا ورنہ ہمارے پاس حکایات تو ہیں حقائق ہم گم کر چکے۔ اس ظالمانہ دور ظلم و جبر میں جکڑی ہوئی انسانیت اور چیختی اور سسکتی ہوئی انسانیت روئے زمین پر مظلوم کی آواز سننے والا جب کوئی نہیں تھا اور جگہ جگہ انسانوں نے اپنی خدائی قائم کر رکھی تھی اس وقت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور نسل انسانی

کی تاریخ کا یہ بہت بڑا انقلاب ہے کہ پورے انسانی معاشرہ اور پوری انسانی تاریخ جو تباہی کی گہرائی کی طرف جا رہی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے صرف روکا نہیں بلکہ اسے واپس ایمان اور اخلاق و کردار کی بلندیوں کی طرف گامزن کر دیا۔

یہ قافلہ جو صحرائے عرب سے اٹھا' تیئس برس تک جس پر اللہ کی کتاب نازل ہوتی رہی اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہیں تعلیم فرماتا رہا اور جس معاشرے کے خود اپنے دست شفقت سے دست رحمت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشکیل فرمایا وہ اسلامی سلطنت و ریاست جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بنائی جس کے قوانین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنائے جس کا خد و خال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنائے جس کا جائز و ناجائز جس کا حلال و حرام جس کی عدلیہ اور جس کی انتظامیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تشکیل پائی جس کی فوج کے سالار اول جس کی حکومت کے صدر جس کے وزیراعظم جس کے حکمران جس کے رولر Ruler جس کے مبلغ جس کے پیغمبر اور جس کے استاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جس کے مفتی جس کے امام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے وہ معاشرہ پورے جزیرہ نمائے عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں تشکیل پا گیا۔ لیکن اسلام صرف جزیرہ نمائے عرب کے لئے نہیں تھا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان تھا یا ایہا الناس اے اولاد آدم علیہ السلام تم جہاں کہیں ہو اور تم جو کوئی ہو "اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا" میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول ہوں۔

بندے کو بندے کے پاس جانا پڑتا ہے اور سب سے تیز سواری گھوڑا ہے یہ روئے زمین کے انسانوں کو جو دعوت دی جا رہی ہے۔ ماننا بعد کی بات ہے کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ساری انسانیت تک پہنچانا ممکن ہے اس کا جواب کافر معاشرے نے یہ دیا تھا کہ بات معاذ اللہ اپنی موت آپ مر جائے گی اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ یہ بات روئے زمین کے انسانوں تک پہنچائی جا سکے یا منوائی جا سکے۔ لیکن اللہ کے ان بندوں نے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان نصیب ہوا۔ اور شفقت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی تربیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوئی اور جنہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے روبرو کر دیا اور جنہیں قدرت خداوندی پہ کامل یقین تھا وہ سربکف اٹھے اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ تیئس برس میں جو اللہ کا پیغام ان تک پہنچا تھا وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیئس برس بعد انہوں نے ہسپانیہ سے لے کر چین تک اور سائبیریا سے لے کر افریقہ تک دنیا کے چپے چپے پر پہنچا دیا تھا اور تاریخ انسانی میں ایک بہت بڑی سلطنت اپنے زمانے میں وجود پذیر ہوئی جسے مورخ نہ اس سے پہلے کہیں تاریخ میں دیکھ سکتا ہے اور نہ اس کے بعد کوئی اتنی بڑی سلطنت نظر آتی ہے۔ آج چھپن اور ساٹھ کے درمیان جو اسلامی ریاستیں ہیں ان میں عہد خلافت کی ریاست کے بہت سے حصے ضائع کر کے باقی کو بانٹ کر یہ چھپن اور ساٹھ ریاستیں اسلامی بنی ہیں۔

ان کے خلوص پہ قربان جایئے کہ جن کی زندہ کرامت آج بھی موجود ہے کہ جس جس زمین پر صحابہ رسول نے جا کر اذان کی آواز بلند کی وہاں سے آج تک اسلام کو مٹایا نہیں جا سکا۔ مختلف انقلابات آتے رہے' حکومتیں بدلتی رہیں' حالات مختلف ہوتے رہے' سختیاں ہوتی رہیں لیکن اس زمین سے اذان کی آواز کو بند نہیں کیا جا سکا اور اللہ ایسی سعادت مند روحیں پیدا کرتا رہا جنہوں نے تخت کی بجائے تختے کو پسند کیا' جنہوں نے مرغن کھانوں کی بجائے بھوک کو پسند کیا جنہوں نے نرم بستروں کی بجائے جیل اور حجرے کے گھاس کے تنکوں اور بوریے پر سونا پسند کیا لیکن قال اللہ و قال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی بھر سیکھتے بھی رہے' سکھاتے بھی رہے' پڑھتے بھی رہے' اور پڑھاتے بھی رہے۔

مانتے بھی رہے اور منواتے بھی چلے گئے۔

آج ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ملک آزاد ہے الحمد اللہ اور اس وطن عزیز کی آزادی کا سہرا فلاں سیاسی جماعت کے سر ہے' فلاں سیاست دان کے سر ہے' مجھے ان باتوں سے اختلاف نہیں ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل میں جو ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھوں اور ہم تجزیہ کر کے دیکھیں کہ حقیقت کیا ہے دعویٰ کیا ہے اور حقیقت کیا ہے کہاں تھیں سیاسی جماعتیں جب دہلی کے گلی کوچوں میں انگریز کی فوجیں دندنا رہی تھیں۔ آج کے بڑے بڑے سیاسی خاندانوں کے آباؤ اجداد انگریز کی جوتیاں صاف کر رہے تھے اور مسلمان مجاہدین کا سراغ بتا رہے تھے کہ فلاں کو بھی پکڑو پھانسی پر لٹکاؤ' فلاں کو بھی پکڑو اسے سولی دے دو۔ بیس بیس تیس تیس چالیس چالیس مسلمان ایک ایک درخت کے ڈال کے ساتھ جھول رہے تھے اور آج کے سیاستدانوں کے باپ دادا نواب اور سر اور جاگیردار بن رہے تھے۔ یہ جاگیریں یہ ریاستیں یہ انگریز نے کس کس کو دی تھیں یہ سارے خان یہ سارے نواب یہ سارے جاگیردار وہ لوگ ہیں جن کے اجداد نے چن چن کر مجاہدین اسلام کو انگریز سے مروا دیا اور جنہوں نے بہادر شاہ ظفر کو دھوکا دے کر قید کروایا۔ جنہوں نے شہزادوں کے سر کٹوائے' انہیں ریاستیں ملی' انہیں نبوتیں دے گیا باقی تو رہنے دو۔ یعنی دولت دنیا تو رہنے دو انہیں نبوت تک عطا کر گیا اور نبی بنا گیا۔ آج جو آزادی کا سہرا اپنے سر لیتے ہیں ان آزادی کے متوالوں کو کیوں بھول جاتے ہیں جن کی زندگیاں مالٹا کے جزائر میں گزر گئیں جن کی زندگیاں جیلوں اور اسیر خوانوں میں گزر گئیں اور جو کالا پانیوں کی نذر ہو گئے۔ جن کے مزارات نہ بن سکے جن پر کسی نے روضہ تعمیر نہیں کیا۔ آزادی ان کے خون کی مرہون منت ہے کہ جنہوں نے خون جگر دے کر ایک ایک بندے کو اللہ کا دین پہنچایا۔ لیکن افسوس کہ آزادی میں پھر دھوکا ہوا ہے۔

یار مجھے ایک بات بتاؤ اللہ کا احسان ہے وطن عزیز ایک دفعہ پھر ایک ابتلا و آزمائش سے گزرا بڑے زور دار جلسے ہوئے بڑی میٹنگیں ہوئیں۔ بڑا شور ہوا اور اس کے بعد لوگوں نے ووٹ دیئے ہر مبلغ ہر واعظ سیاسی میدان میں جمہوریت جمہوریت الاپتا نہیں تھکتا تھا ہر سیاسی جماعت جمہوریت کی دعوے دار تھی ہر دینی سیاسی جماعت بھی جمہوریت کی دعوے دار تھی لیکن کیا کوئی یہ بھی بتا سکتا ہے کہ یہ جمہوریت کیا ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ میرے بھائی! اگر ہم اس کا تجزیہ کرنا چاہیں تو جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے روئے زمین پر شہنشاہیت تھی جبر و استبداد تھا ظلم و جور تھا اور جو جہاں حاکم تھا اسی کا کہا ہوا قانون تھا اس میں امریکہ بھی شامل ہے یورپ بھی شامل ہے بلکہ یورپ کو اور برطانیہ والوں کو MAN THE CAVE مورخ لکھتا ہے غاروں میں رہنے والے لوگ اور امریکہ کو THE WILD AMRECA لکھا جاتا ہے۔ وحشی امریکہ' جنہیں اس وقت انسانیت کی تہذیب نہیں تھی ان میں انسانی اقدار سے ناواقف تھے۔ ظالم و جابر تھے۔ جمہور کا لفظ ہی عربی کا لفظ ہے اور اسلام نے دیا کہ جس بات پر اسلام کے اہل الرائے متفق ہو جاتے اسے جمہور کی رائے قرار دیا جاتا اور اس میں ہر مومن کی ایک حیثیت تھی اور اپنی حیثیت کے مطابق وہ رائے دینے کا مجاز تھا۔ پہلی دفعہ روئے زمین پر اسلام نے کہا کہ عورت بھی انسان ہے آج کی مغربی جمہوریت جو عورت کی آزادی کی علمبردار ہے اس نے عورت کو کیا دیا عورت سے اس کا عورت پن چھینا اس کی نسوانیت چھینی اس کا شرم و حیا چھینا اور اس کی ذمہ داری کو جو قدرت نے اس کے ذمے دی تھی وہ اسی پر رہی اپنے حصے کا رزق کمانے کی ذمہ داری بھی اس پر ڈال کر اسے بے وقوف بنا کر کہا یہ مساوات ہو گی۔ ارے مساوات تو تب ہوتی کہ دو بچے میم دیتی تین بچے صاحب بھی جنتا۔ یعنی وہ اپنا کام اپنی خانہ داری اپنی مصیبتیں وہ جھیلے اور مرد کے حصے کا کام بھی وہ کرے پھر اسے میدان میں لا کر نمائش پر لگا دیا گیا اور ایک ایک ڈبیہ ماچس کی بیچنے کے لئے

ایک ایک جوتا بیچنے کے لئے ایک ایک کپڑا بیچنے کے لئے خاتون کی تصویر کا اشتہار بنا کر اس سے کہا تمہاری عزت ہو رہی ہے تمہارا احترام ہو رہا ہے تمہیں وقار مل رہا ہے۔ جو عورت کو اسلام نے دیا تھا جس نے مومن سے کہہ دیا تھا خبردار خاتون آ رہی ہو تو نگاہ اونچی مت کرنا' وقار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا جس نے کہا تھا خبردار کسی عورت پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے خبردار عورت کو ماں بہن اور بیٹی کے سوا کچھ نہ سمجھا جائے اور قیدی مظلوم عورتیں بھی میدان جنگ کی قیدی بھی اس ایک شخص پر حلال ہے جس کو تقسیم سے حصے میں آ جائے اسے بھی سربوں کی طرح اجتماعی بدکاری کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا اسے عیسائیوں کی طرح ظلم و جبر کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا اسے ہندوؤں اور سکھوں کی طرح تباہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہمیں وہ جمہوریت ملی کہ جب اسلام روئے زمین پر چھایا تو کفار مغرب نے سر جوڑے کہ طاقت ہمارے پاس تھی سپاہ ہمارے پاس تھی خزانے ہمارے پاس تھے وسائل جو ہمارے پاس تھے۔ جیت یہ صحرا نشین گئے بات کیا ہے؟ انہوں نے اسلام کے دامن سے خوشہ چینی کا آپ اسلام سے پہلے کہیں کوئی جمہوری تصور تاریخ میں دکھا دیجئے کوئی نہیں ملتا' یہ اسلام نے تصور دیا کہ ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی کو ایک غریب مسلمان خاتون دامن سے پکڑ کر گلی میں روک دے اس سے پہلے کسی شہنشاہ کو روکنے کا تصور کسی مغربی ملک کے پاس ہے؟ اہل مغرب نے چیدہ چیدہ باتیں اسلام سے لے کر اس میں اپنا رنگ بھرا اس لئے کہ اسلام نے ہر بندے کو رائے دینے کا حق نہیں دیا تھا جو بندہ شرعی اعتبار سے شہادت دینے کا اہل نہیں ہے اس کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسلام نے ایک معیار ایک کردار ایمان و عمل ایک کسوٹی رکھی کہ اس قسم کا بندہ رائے دے سکتا ہے اب وہ کسوٹی مغرب میں لے جاتے تو وہاں تو کوئی بھی رائے دینے کے قابل نہیں تھا اس میں انہوں نے ترمیم یہ کی کہ اپنا گند اس میں بھرا۔ بنیادی اصول اسلام سے لئے اس کے بعد اس میں اپنا گند ملایا اور اس کا نام مغربی جمہوریت رکھ دیا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ جسے ہم آزادی کہتے ہیں یہ آزادی ہمیں ورثے میں مغربی جمہوریت دے گئی۔ اسلامی جمہوریت سے ہمیں دور کر دیا' دور ہی نہیں کیا گیا بلکہ ہمیں یہ کہا گیا کہ اسلام میں تو زندگی ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلامی اعتبار سے کاروبار ممکن نہیں ہے۔ بینکنگ ممکن نہیں ہے عدلیہ ممکن نہیں ہے بلکہ اسلام کی سزائیں ظالمانہ فاسقانہ اور جاہلانہ ہیں۔ مغرب کی سزائیں مہذب ہیں۔ اکبر الٰہ آبادی نے کہا تھا۔

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں
حیا اس کو نہیں آتی انہیں غصہ نہیں آتا

یعنی وہ تہذیب مغرب جو ہے وہ تہذیب کہلائی جو وحشت و بربریت بھی جہاں شرمندہ ہو جاتی ہے ارے چنگیز خان کو طعنے دینے والوں کو آج ہرزیگووینا سربیا میں جا کر دیکھو سرب کیا کر رہے ہیں ان کے ساتھ۔ مہذب دنیا کا کردار اس کے عمل سے اس کی فوجوں سے اس کے لاؤ و لشکر سے دیکھو اور ہماری جمہوریت کا کمال دیکھو کہ افریقہ میں ایک مسلمان جرنیل نے امریکہ کی مخالفت کی مسلمان وہاں اس سے لڑ رہے ہیں ہرزیگووینا میں سربیا کے خلاف کوئی نہیں گیا تو یہ جمہوریت ہمیں ورثے میں ملی اور ہمیں کہا گیا تم آزاد ہو گئے ہو۔

لیکن ہم آزاد یہ ہوئے کہ اگر جمہوریت اسلامی نصیب ہوتی اسلام کا جمہوری تصور نصیب ہوتا تو ہمارے فیصلے مدینہ منورہ سے آتے' عرش عظیم سے آتے' اللہ کی کتاب سے آتے' اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے آتے ہمیں ورثے میں مغربی جمہوریت ملی اور وہ جاگیردار وہ خانوادے وہ نواب اور وہ وظیفہ خوار جو نسل در نسل اس ملک کو رہن رکھنے والے تھے انہیں باگ ڈور سمیٹ کر ہمارے سروں پر بٹھا دیا گیا۔ یہ جمہوریت ہے کہ ایک اسمبلی بنتی ہے ملک کا صدر اسے توڑ دیتا ہے۔ یہ بدمعاش ہیں بے

دین ہیں بدکار ہیں۔ پھر دوسری بنتی ہے اسے توڑ دیتا ہے پھر دونوں مل کر تیسری بن جاتی ہے اور نہا دھو کر پاک ہو کر آجاتے ہیں۔ یہی ہے نا مغربی جمہوریت کون سا نیا بندہ آیا ہے کون نیا چہرہ آیا ہے کون نئی سوچ آئی ہے اور کونسا نیا کردار آپ لے آئے ہیں۔

اس کے ساتھ بہت بڑا کام ہوا جس پر ہندوستان کے وزیراعظم نرسیما راؤ نے یہ بیان دیا کہ بہت خوشی کی بات ہے کہ پاکستان سے مذہبی سوچ رکھنے والوں کا صفایا ہو گیا اب کشمیر کا جھگڑا بھی طے ہو جائے گا جس پر ہمارے ملکی اخباروں نے یہ لکھا۔

THE PEOPLE OF PAKISTAN SAID

GOOD BYE TO THE RELIGION POLITICS

مذہبی سیاست کو لوگوں نے خدا حافظ کہہ دیا اور جس پر مغربی اخباروں نے یہ لکھا۔

THE PEOPLE OF PAKISTAN REJECTED

ISLAMIC POLITICS.

کہ پاکستان کے رہنے والوں نے اسلامی سیاست کو رد کر دیا انہوں نے خدا حافظ لکھا انہوں نے لکھا ہے رد کر دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے رد نہیں کیا اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔ ہم جو پیر کہلاتے ہیں ہم جو مولوی کہلاتے ہیں۔ ہم خان صاحب۔ نوابوں خان زادوں کو تو طعنے دیتے ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آج تک علماء حضرات نے یہ ثابت کیا ہے کہ نکاح مولوی ہی باندھ سکتا ہے نکاح پڑھنے کے لئے کوئی مصطفیٰ کھر کو یا بے نظیر بھٹو کو یا نواز شریف کو نہیں بلاتا کسی نہ کسی مولوی صاحب کو۔ انہیں پتہ ہے یہ کام مولوی صاحب کر سکتے ہیں۔ جنازے کے لئے کسی سیاست دان کا انتظار نہیں کیا جاتا مولوی صاحب کو بلاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ علماء نے اس میدان میں ثابت کیا ہے کہ یہ کام ہم کر سکتے ہیں لیکن جب ہم سیاست میں جاتے ہیں مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ محمد علی جناح کے ساتھ ڈاکٹر اقبال مرحوم کے ساتھ ملاقاتوں کا ذکر تو عبدالستار نیازی صاحب کرتے ہیں جب وزارت ملتی ہے تو کہتے ہیں زکوۃ و عشر کی دے دو۔ وزیر داخلہ کیوں نہیں بنتا۔ وزیر خارجہ کیوں نہیں بنتا۔ ملک کی باگ ڈور وزیر دفاع کیوں نہیں بنتا کیوں ثابت نہیں کرتا کہ مولوی یہ کام بھی کر سکتا ہے۔ یہ قصور ہمارا ہے آپ مجھے علماء کی لسٹ میں سے ایک مولوی صاحب دکھا دیجئے جس نے مرکز میں یا صوبے میں جا کر کوئی کام کیا ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں جی عشر زکوۃ ہمیں دے دو ہمیں خانقاہوں کی مجاورت دے دو ہمیں حج اور اوقاف خدا کا خوف کرو یار کیا باقی یہ انسانوں میں کوئی فالتو کل پرزے ہیں کہ یہ دنیا کا ہر کام کر لیتے ہیں جب مولوی منسٹر نہیں ہوتا تو غیر مولوی حج کی وزارت چلا لیتا ہے جب مولوی منسٹر بنتا ہے تو وزارت داخلہ خارجہ کیوں نہیں چلاتا ہمیں اس رویے نے مروا دیا کیوں کرتے ہیں علماء کرام ایسا اس لئے کہ علمائے کرام نے ساری زندگی **تکلف** ہی نہیں فرمایا کہ مسجد سے باہر کیا ہو رہا ہے اسے دیکھیں تو سہی اسے سمجھیں تو سہی یہ نظام کیا ہے خدا کے بندو مجھے یہ بتائیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لشکر کی قیادت فرمائیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اعلان جہاد کریں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی المرتضے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو سر کٹوانا پڑے آپ مٹھیاں ہی بھراتے رہیں گے یہی دین ہے۔

میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں میرا مطلب گستاخی کرنا نہیں ہے میں علماء کی جوتیوں کی خاک ہوں لیکن دوسروں کی بات کرتے ہوئے اپنی بات نہ کرنا منافقت ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کو کمزور کرنے کا سبب ہم ہیں جو پیر کہلاتے ہیں جو مولوی کہلاتے ہیں ہم اگر درست ہو جاتے تو خان صاحب اور نواب زادے کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے یہ ہماری کمزوری ہے۔

اب اس کا کوئی علاج بھی ہے یا نہیں خدا کے بندے جب میں سکول پڑھتا تھا مجھے بڑا اچھی طرح یاد ہے ہم مضامین گھر آ کر تیار کرتے تھے انگریزی یاد کر لو حساب کر لو

اردو کا کام کر لو او یار انگریزی کا تو ماسٹر ہی ہندو ہے اس پر کیوں سر کھپاتے ہو دوسرا مضمون کر لو ہندو کیا کر لے گا ہمارا یہ سکول کے بچے میں یہ تصور ہوتا تھا خود ہم میں یہ تصور ہوتا تھا کہ ہندو استاد سے ڈرنے کی ضرورت نہیں حساب والا جو ہے نا مولوی صاحب وہ سخت ہے حساب کی تیاری کریں ہندو کا کیا ہے یار وہ کیا کر لے گا۔ اور واقعی ہمارا وہ کچھ نہیں کیا کرتا تھا یعنی سکول کے بچے کو یہ تصور نہیں ہوتا تھا کہ ہندو استاد سٹک سے مارے گا یا چھڑی مار دے گا یا اسے چپت رسید کر دے گا۔ آج! آج وہ ہندو سر بازار کھڑا ہو کر آپ کی بستیوں کی اینٹیں مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر وہاں مندر بنا دیتا ہے آج وہ ہندو توپ خانہ لیکر اس درگاہ کا محاصرہ کر لیتا ہے جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس بال بطور امانت موئے مبارک رکھا ہوا ہے اور مسلمان کچھ نہیں کر سکتا۔

تو میرے بھائی یہ آزادی ریموٹ کنٹرول غلامی ہے اے میرے حجرہ نشین بھائی جس مصلے پر تو نماز پڑھتا ہے جن کارخانوں میں وہ بنتا ہے وہ سارے سودی نظام پر چلتے ہیں تیرے مصلے اور جائے نماز میں سودی تاریں ہیں یہ جبہ اور دستار جو میں نے پہنا ہوا ہے یہ سارا ہمارا جتنا فیکٹری کا سسٹم ہے یہ سود پر چلتا ہے اس قمیض میں اس بنیان اس جبے اس دستار میں سود کی تاریں ہیں میرے تسبیح کے دھاگے میں سود شامل ہے ہم اپنے آبائی اجداد کو اپنے جگر گوشوں کو اپنے مرنے والے بھائیوں کو جو کفن دیتے ہیں اس کی تاروں میں سود شامل ہے یہودی نظام معیشت شامل ہے یہ کونسا اسلام ہے جو ہمیں حرام کھانے سے بھی نہیں روکتا حرام پہننے سے بھی نہیں روکتا جھوٹ بولنے سے بھی نہیں روکتا بدکاری سے بھی نہیں روکتا بے ایمانی سے بھی نہیں روکتا اور گوشے میں بیٹھ کر مرجانے کی ترغیب دیتا ہے۔

اسلام پر اور مسلمانوں پر بڑے بڑے سخت وقت آئے لیکن سب سے سخت وقت اگر آپ کو دیکھنا ہے دنیا کی طاقتوں کی مسلمانوں نے پرواہ نہیں کی بدر و احد میں ثابت قدم رہے غزوہ خندق کو جھیل گئے قیصر و کسریٰ کے مقابلے میں ڈٹ کر لڑے اور تیس ہزار مسلمانوں نے ساڑھے تین لاکھ رومیوں کو شکست دی سب سے کڑا وقت وہ تھا جب اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے جدا ہوا پردہ فرمایا ہم نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ ہم نے وہ محبت چکھی ہی نہیں جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی دنیا میں اگر محبت کا کوئی معیار ہے تصور ہے کوئی اس کا خاکہ ہے تو وہ محبت ہے جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی یہ واقعہ تو قرآن میں موجود ہے نا کہ ایک پھٹے ہوئے لباس والا پریشان بالوں والا بدوی بیٹھا مسجد نبوی کے صحن میں کچی مٹی پر بیٹھا ہوا کہتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت نہیں چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندے اللہ جنت مانگنے کا حکم دیتا ہے میں جنت طلب کرنے کا حکم دیتا ہوں دعائیں سکھاتا ہوں تو کہتا ہے مجھے جنت نہیں چاہیے کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کچی مٹی یہاں بھوکے رہتے ہیں دشمنوں کا خطرہ ہے کپڑے پورے نہیں ہیں کھانا پورا نہیں ملتا لیکن جب جی چاہتا ہے مسجد نبوی میں آتے ہیں جمال جہاں آرا سے دل کو آنکھوں کو سیراب کرتے ہیں اس پر لاکھوں جنتیں قربان کر سکتے ہیں ہم۔ جنت میں آپ کا مقام عالی کہاں ہو گا ہم غریب کہاں ہوں گے کیا مزا آئے گا جنت میں نہ آپ کو دیکھ سکے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں پہنچے نہ ارشادات عالی سنے پھر جنت میں باقی کیا بچا۔ اتنی گہرائی سے اس بندے نے یہ بات کہی تھی کہ اللہ نے جواب دیا

فرمایا میرے بندے جنت سے بیزار نہ ہو جو ان کی خدمت کریں گے ان کے ساتھ دنیا میں رہیں گے ان کا مقام تو اپنا ہو گا لیکن ان کی نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری سے میں وہاں بھی تمہیں نہیں روکوں گا۔ یار محبت تو اس کو کہتے ہیں۔

ایک صحابی کو ہاتھ پکڑ کر بچہ عشاء کے بعد لے جاتا ہے

اور فجر ہاتھ پکڑ کر مسجد چھوڑ جاتا ہے کسی نے پوچھا کہ رات کو آپ کو دکھائی نہیں دیتا فرمایا دیتا ہے تو پھر یہ کیا؟ کہنے لگا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء پڑھا کر حجرہ مبارک تشریف لے جاتے ہیں، میں آنکھ بند کر لیتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو دیکھوں اور فجر بچہ پکڑ کر چھوڑ جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے کھڑے ہیں میں تب آنکھ کھولتا ہوں۔

فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر آئی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہتے ہیں سورج تو تھا لیکن ہمیں اندھیرا نظر آتا تھا اس حال میں مسیلمہ کذاب جیسے لوگ میدان میں کود پڑے جس کے پاس چالیس ہزار کا لشکر جرار تھا ایک طبقے نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ قیصر نے اپنی فوجیں بارڈر پر بھیج دیں ایک نحیف و نزار بوڑھا کمزور جسم والا جسے عشق تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور جس کا معشوق اس سے جدا ہو گیا تھا جس کے جسد خاکی میں وہ درد تھا کہ وصال کے بعد بھی جب اس کا میت کا جنازہ روضہ اطہر پر آیا تو دونوں پٹ از خود کھل گئے۔ تو میرے بھائی! اس نے کہا منکرین زکوۃ کے خلاف قیصر روم کے خلاف اور جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف اعلان جہاد کرتا ہوں۔ کچھ لوگ مسیلمہ کے مقابلے میں جائیں، دوسرے منکرین زکوۃ کے مقابلے میں جائیں اور جیش اسامہ کو جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیار کیا تھا وہ تبوک کو جائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم انسان نے عرض کی کہ اے خلیفہ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری کر لیجئے باری باری ایک ایک سے بھگتے ہم بہت تھوڑے ہیں۔ مدینے میں تو کوئی نہیں بچے گا فرمایا اللہ کی قسم اگر مجھے یہ ڈر ہو کہ مجھے مدینے میں بھوکے بھیڑیے کھا جائیں گے تب بھی میں ہر محاذ پر اپنی سپاہ بھیجوں گا ہمارا کام قربان ہونا ہے فتح دینا اس کا کام ہے اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل اسلام تیری جرات کے بڑے افسانے تھے مسلمان ہو کر بزدل ہوتے جا رہے ہو۔ عرض کی یا خلیفہ الرسول میں بزدلی کی بات نہیں کرتا میں مصلحت کی بات فرمایا اسلام مصلحتوں سے بالاتر ہے یہ اطاعت و غلامی کا نام ہے یہ مصلحت اندیشی کا دین نہیں ہے یہ اطاعت و غلامی کا دین ہے۔

THERE IS NOTHING TO QUESTION WHY
JUST TO DO AND DIE

کرو اور جان دے دو بس کیوں اسلام میں نہیں ہے اس لئے کہ آپ کہہ چکے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس کیوں کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔

تو میرے بھائی یہ ملک عزیز جو اللہ نے ہمیں دیا تھا اس میں سے تو آج ہم اپنا ہمارا علماء اور پیروں کا قصور ہے۔ سیاست دانوں کے گناہ اور ہم سب کی غفلت۔ آج دشمن بغلیں بجا رہا ہے کہ اس ملک سے اسلام رخصت ہوا۔ حال یہ ہے کہ اس الیکشن میں بھی ملک کے اڑتیس فیصد لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں اور باسٹھ فیصد لوگوں نے ووٹ میں حصہ نہیں لیا۔ جتنے بدکار جتنے بدمعاش جتنے بے دین تھے ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس نے ووٹ نہ دیا ہو۔ یہ باسٹھ فیصد وہ شرفاء ہیں جو اللہ کے نام پر صبح اٹھتے ہیں تلاوت کرتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں اشراق پڑھتے ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں سجدے کرتے ہیں جو حلال کھانے کی اور باحیا زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یہ سبق دے دیا گیا کہ آپ بزرگ لوگ ہیں آپ کا سیاست سے کیا۔ اسے جانے دو، دفع کرو یہ تو ہمارا ہم سمجھیں گے آپ بیٹھیں اللہ اللہ کریں انہیں یہ نہیں بتایا کہ تمہاری تسبیح کے دھاگے تک ہم نے سود شامل کر دیا ہے انہیں کہا آپ تسبیح پڑھیں وہ کون سی تسبیح پڑھیں کون سے جا نماز پر بیٹھے کس مکان کے زیر سایہ جئیں کیا کھائیں اور کیا پیئیں وہ۔ یہ نہیں بتایا نہیں۔ انہیں کہا آپ بیٹھیں آپ آرام کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جن کے وجود کے ایک ایک ذرے کو ذاکر کر دیا تھا جن کے بارے قرآن

فرماتا ہے ثم تلین جلو دھم و قلوبھم الی ذکر اللہ۔ وہ گوشہ نشین نہیں ہو گئے تھے انہوں نے چند سالوں میں روئے زمیں پر اللہ کی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیے۔ ہمیں اقتدار کی ہوس نہیں ہے ہمیں ممبر نہ بنایئے ہمیں وزیر نہ بنایئے آپ خود نبے جو گوشہ نشین ہیں ہم آپ کے خادم آپ کے سپاہی ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن خدا کے لئے ہر مسلمان کو یہ کہیے کہ وہ دین خود پڑھے دین صرف مولوی کا صرف پیر کا نہیں ہے دین ہر مسلمان کا ذاتی ہے اور ہر مسلمان کے لیے فرائض کا سیکھنا فرض ہے واجبات کا جاننا واجب ہے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ علمائے کرام ہر محلے ہر مسجد میں ہیں کہ ان سے کم از کم بنیادی عقائد حلال و حرام ضروریات دین کو سیکھے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مولوی انجینئر نہیں بن سکتا تو انجینئروں خدا کے لئے تم مولوی بن جاؤ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مولوی پائیلٹ نہیں بن سکتا تو جو پائیلٹ ہو ان کے لئے دین سیکھنا تو مشکل تو نہیں ہے خدا کے لئے پائیلٹ مولوی بن جاؤ' جو میدان عمل میں جو دکانوں پر بازاروں میں جو ٹھیکہ داری کرتے ہو تم بھی تو مسلمان ہو تم بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو تمہیں بھی اللہ کے حضور کھڑا ہو کر جواب دینا ہے اللہ کے لئے آخرت کے لئے دین کے بغیر مسلمان کے جینے کا کوئی تصور ہے اگر نہیں ہے تو میں اور آپ گوشہ نشیں کیوں ہیں۔

دین میرا ہے آپ کا ہے ہمارا ذاتی ہے نبی علیہ السلام ہمارا ذاتی ہے اللہ ہمارا اپنا ہے آؤ اللہ کی کتاب کو سیکھیں قرآن حکیم کو پڑھنا شروع کرو اور اس انداز سے پڑھو کہ یہ میرے رب کا حکم ہے میرے نام آیا ہے اس طرح نہ پڑھو کہ یہ لوگوں کے لئے آیا ہے ہر شخص کے لئے ذاتی طور پر اسے مخاطب کرتا ہے اس سے بات کرتا ہے یار مجھے نہ مانو مولوی اور پیر کو نہ مانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام تو مانو اور حدیث مبارک کا ترجمہ تو پڑھو ہم یہ کوشش بھی کر رہے ہیں کہ قرآن حکیم سے عقیدے اور عمل کے ابتدائی عقائد و اعمال کے مطابق آیات مختص کر کے حدیث شریف کے احکام چن کر اسے ایک کورس کی شکل میں عام مسلمان تک پہنچایا جائے کہ ہم عمل و عقائد سے واقف ہوں اور میری علماء حضرات سے درخواست ہے کہ آپ لوگ وہ اپنے ہر ہر نمازی کو پڑھایئے اور مسلمانوں میں شعور زندہ کیجئے کہ مسلمان اسلام کے ساتھ ہے جہاں سے اسلام کو رخصت کر دیا جائے وہاں مسلمان باقی نہیں رہتا مسلمان محض نام نہیں ہے مسلمان ایک حقیقت ہے ٹھوس اور سالڈ ایک ایک بندہ جب مسلمان ہوا تھا پوری دنیا کا کفر و شرک متحد ہو کر پیسنے کے لئے ٹوٹ پڑا تھا اتنا پریشر آیا تھا کہ کافر معاشرہ ٹوٹ گیا مگر وہ ایک مسلمان کو نہ توڑ سکا مسلمان اس کا نام ہے۔

میری گزارش یہ ہے اگر درد دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میری تلخ نوائی سے کسی دوست کو کسی بزرگ کو کوئی بات خلاف شان نظر آئی ہو تو میں تہہ دل سے معذرت چاہتا ہوں میرا مقصد دل آزاری نہیں ہے لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ ہر حجرہ اسلام کا قلعہ بن جائے ہر مسجد اسلام کا قلعہ بن جائے ہر مدرسہ مجاہد پیدا کرے اور ہر مسلمان ایک ایک مسلمان ناقابل تسخیر ہو جائے ملاں کے لئے میرے لئے پیر کے لئے نماز نہیں پڑھو اس لئے شروع کرو کہ وہ تمہارا اور تمہارے پروردگار کا ذاتی رشتہ اور ذاتی معاملہ ہے۔ اللہ کی کتاب اسی لئے پڑھو کہ سمجھنا چاہو کہ وہ تمہیں کیا فرماتا ہے کیا کرو اور کیا نہ کرو اپنے نبی علیہ السلام کی باتیں سنو یار جہاں ریڈیو سنتے ہو ٹی-وی سنتے ہو گانے سنتے ہو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی سنو۔ اور آیئے ایک عہد کرو کہ اس ملک میں بارہ کروڑ افراد ہیں جن میں دس کروڑ مسلمان ہیں آیئے ہم یہ عہد کریں کہ ان دس کروڑ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان پر تو میں اسلام نافذ کر دوں گا وہ ایک خواہ میرا اپنا وجود ہو اس ایک پر تو نافذ کر دو اللہ کا قانون اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون آپ کے پاس علماء ہیں شکر کرو غنیمت سمجھو ان کے دم کو ان سے دین کو سیکھو اور کم از کم،اس ایک بت پر ایک وجود پر

کوشش

اللہ کا یہ احسان ہے کہ میں نے جو مجھ سے ہو سکتا تھا وہ میں نے کیا میں نے حکومت کے ساتھ بہت عرصہ شور رکھا بھٹو صاحب سے بھی ملا ان کے بعد والوں سے بھی ملا ضیا الحق کے ساتھ میری بڑی سٹنگ SITTING رہی ان سے میں کہتا رہا ضیا الحق میاں یہ اسلام نافذ کرنے والا شور چھوڑ دو یہ مت کہو۔ وہ کہتا تھا تم پاگل ہو میں کہتا تھا میں کہہ تو نہیں سکتا لیکن مجھے افسوس یہ ہے کہ پاگل تم ہو میں نے کہا

THIS IS THE ONE MAN SHOW جب تمہاری آنکھ بند ہو گی تو یہ سارا WIND UP ہو جائے گا کوئی اسلام وسلام یہاں نافذ نہیں ہو گا کرنا چاہتے ہو تو اس ملک کے نظام تعلیم میں اسلام کو کمپلسری طور پر ایڈ جسٹ کر دو جو بچہ ماسٹر کی ڈگری لے کر نکلے وہ دینی عالم بھی ہو جو گریجوایشن کی ڈگری لے کر نکلے وہ دین کو بھی سمجھتا ہو۔ وہ ڈپٹی کمشنر بنے تو وہ ایک مسلمان ڈی۔ سی ہو ایس پی بنے تو مسلمان ایس۔ پی ہو وہ ڈاکٹر بنے مسلمان ڈاکٹر ہو وہ سائنٹسٹ بنے مسلمان سائنٹسٹ ہو وہ انجینئر بنے مسلمان انجینئر ہو اب ہمارے پاس انجینئرز ہیں بدقسمتی یہ ہے کہ نام ان کا دین محمد رکھ دیا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں الف ب بھی نہیں آتی۔ یعنی وہ سائڈ بالکل ڈارک ہے اور جن لوگوں نے دینی مدارس میں پڑھا ان کے لئے فیلڈ کا دروازہ ہی بند کر دیا گیا۔ ان کو فیلڈ میں لیتا ہی کوئی نہیں ان میں سے کوئی آتا ہی نہیں۔ تو بدقسمتی یہ ہوئی کہ ہم دو قبیلوں میں بٹ گئے جو الگ الگ ایک جزیرہ بن گئے ایک پر وہ لوگ ہیں جو دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں دوسرے پردہ لوگ ہیں جنہوں نے ماڈرن ٹیکنالوجی حاصل کی اب ہم دونوں اسلام کی طاقت بننے کی بجائے ایک دوسرے کے ساتھ لڑ رہے ہیں ان کی ساری انرجی ویسٹ ہو رہی ہے کہ اس مولوی کو پھانسی دے دی جائے اور مولوی ساری عبادت کرے جو دعا کرتا ہے کہتا ہے یااللہ اس صاحب کی ٹائی ہی کو کھینچ کے اسے تو پھانسی دے دے اس کے گلے میں تو پڑی ہوئی ہے اسے کیوں نہیں کھینچتا۔ پوری طاقت جو ہے دونوں کی ایک دوسرے کو ختم کرنے میں لگ رہی ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ آدھا اسلام اس کے پاس ہے آدھا اسلام اس کے پاس ہے یعنی ہمارا مسئلہ یہ ہے۔ قرآن و حدیث کو سمجھنا بہت بڑا کام ہے لیکن میں بڑی معذرت سے کہوں گا کہ یہ آدھا اسلام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق آپ میرے ساتھ چلیں

تو میں آپ کو بدر میں لے جاؤں بدر کا معرکہ مسلمان اپنے وسائل سے نہیں جیت سکتے تھے ان کے پاس افرادی قوت بھی نہیں تھی ان کے پاس ویپنز بھی نہیں تھے ان کے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں تھا ان کے پاس کوئی فوجی

تربیت یافتہ نہیں تھے اور دوسری طرف مکے کے چنے ہوئے شہسوار چنے ہوئے لڑاکا جوان ایک ہزار کی تعداد میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کام کر گئی آپؐ نے عجیب دعا کی تھی کہ بار الہا میں سارے کا سارا اسلام لے آیا ہوں اگر یہ یہاں کھیت رہے۔ فَلَنْ تُعْبَدَ اَبَدًا ۔ قیامت تک تیرا نام کوئی نہیں لے گا یہ بیج ہے تیرے نام کا۔ اللہ نے جن کے پاس وسائل تھے انہیں شکست دی اور اتنی عبرت ناک شکست دی کہ اسلامی ریاست کی بنیاد پڑ گئی اور انقلاب شروع ہو گیا اور اس طرف کامیابی لیکن عجیب بات ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہی نے فتح کرنا تھا تو دعا مدینہ منورہ میں ہی فرما لیتے بات تو دعا کی تھی نا لیکن نبی علیہ السلام نے جیسے تھے جتنے تھے ان کو میدان میں نکالا ڈیڑھ سو کلومیٹر سفر کیا اور کفر کا راستہ روکا۔ ان کی صف بندی کی خالی ہاتھ بھی جو تھے انہیں بھی سامنے کھڑا کر دیا صفیں بنوائیں اور پھر دعا کی کہ اے اللہ ہمارے پاس یہی وسائل تھے ہم یہی کرسکتے تھے کام تو نے کرنا ہے ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم لوگ عبادات پر بیٹھے ہیں ہم نے کہا جی اللہ حافظ ہے نماز پڑھ لی اب کام تجھی نے کرنا ہے دعا تو کی پریکٹیکل لائف سے الگ ہو گئے ہم لائف سٹریم میں نہیں گئے مسجد میں جو آئے وہ لائف سٹریم میں نہیں گئے جو لائف سٹریم میں تھا اس نے پھر سارا بھروسہ ان اسباب پر (RESOURCES) پہ رکھا اس سے دعا کی توفیق چلی گئی وہ جانتا نہیں دعا کس سے کرنی ہے کب کرنی ہے کیوں کرنی ہے آپ دیکھیں بدر کے قیدی مدینہ منورہ آئے ان کا فدیہ مقرر کیا گیا جو اتنے پیسے دے دے اسے آزاد کر دیا جائے یہ آزاد ہو گیا ایک سوال عجیب پیدا ہو گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے پاس کوئی پیسہ نہیں ان کے ورثاء کے پاس بھی کچھ نہیں ان کے لئے کوئی فدیہ دینے کو تیار نہیں آپ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سے کہو مدینے کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو۔ اور مکے والوں نے دین تو نہیں سکھانا تھا قرآن تو نہیں سکھانا تا مکے والوں نے تو وہی سکھایا ہوگا جو دنیوی لکھنا پڑھنا وہ جانتے تھے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو دین سکھا رہے تھے ان کو کافر سے بھی دنیوی علوم سیکھنے کی ترغیب دی اور عملاً" دی اور یہ سیکھا گیا۔

ہمارا پرابلم یہ ہے کہ ہم اگر دین سیکھنا چاہتے ہیں تو وہ چھوڑ دیتے ہیں وہ پڑھنا چاہتے ہیں تو یہ چھوڑ دیتے ہیں تو میں نے اس میں (BRIDGING) کرنے کے لئے حکومتوں سے کوششیں کیں لیکن کوئی بھی حکومت اس بات پہ تیار نہیں ہوئی کہ یہ کام ہوسکتا ہے بلکہ ضیاء صاحب نے مجھے کہا تھا کہ جناب ماہرین تعلیم کہتے ہیں نا ممکن ہے۔ میں نے کہا اچھا ایک بات کرو میں اسے کرتا ہوں عملاً" جو میری استعداد ہے اگر میں کر لوں تو پھر اس نے کہا پھر ہم بھی کر لیں گے لیکن اللہ کی شان اس بیچارے کا وقت پورا ہو گیا ہم تو کر گزرے اور اسے کرنے کی فرصت ہی نہ ملی۔ تو ہم نے ایک بالکل نیا صقارہ سسٹم آف ایجوکیشن اختیار کیا۔ صقارہ سسٹم آف ایجوکیشن میں آٹھویں جماعت سے لیکر بی۔ اے تک دینی نظام اس میں ایڈجسٹ کیا ہے اب ہمارا وہ سسٹم جو ہے اس سال فورتھ ایئر میں سٹوڈنٹ چلے جائیں گے جو ہم نے آٹھویں میں لئے تھے تو الحمدللہ اس میں ہم نے دین کو لازمی کر دیا ہے اور دینی نصاب کو ایڈجسٹ کیا ہے اور بچے مقابلہ کرتے ہیں اسی نصابی تعلیم میں ان یونیورسٹی کا بھی اور بورڈ کے ایگزام کا بھی اور یہ اللہ کا احسان ہے کہ ہمارا اس دفعہ چھٹے سال کا امتحان ہماری (TENTH) کلاس نے بورڈ کا دیا اور چھ سالوں کی پوزیشین جو ہیں وہ ہمارے پاس ہیں دین پڑھ کے وہ بچے ایک سال فرسٹ سیکنڈ تھرڈ تین چار پوزیشین بورڈ کی ان کے پاس تھیں گیمز کی پوزیشین ہمارے پاس ہیں تعلیم کی پوزیشین ہمارے پاس ہیں سائنسی مقابلہ ایک ہوا تھا بین الصوبائی اس کا کپ بھی ہماری اکیڈمی میں پڑا ہے۔ ضیاء کے بیٹے کو میں نے پچھلے دنوں اس تقسیم انعامات پہ بلایا تھا میں نے کہا تمہارا باپ تو چلا گیا کوئی تمہاری سنے تو اس کا یہ وعدہ تھا کہ یہ کامیاب ہوگئے تو کریں

گے لیکن اس کی پاورز اور تھیں یہ بے چارے اور طرح کے ہیں وقت بہت بدل گیا۔ ہم تو اپنی سطح پر کر رہے ہیں۔

دوسرا ہم نے تعلیم بالغان کے کورسز بنائے جو ہم سارا سال چلاتے رہتے ہیں کوئی آٹھ دن کا کوئی دس دن کا کوئی بارہ دن کا اور لوگ آتے ہیں اور کورسز اٹینڈ کرتے ہیں جتنا جس کے پاس ٹائیم ہوتا ہے چلا جاتا ہے جو ہم دے سکتے ہیں وہ نالج اسے دیتے ہیں پھر اس موضوع پر چھوٹی چھوٹی بکس لکھیں گے پوری دنیا میں پھیلائیں گے۔

اس دفعہ ہم نے ایک نیا سسٹم اختیار کیا ہے ہمارے پاس وہاں مرکز میں کوئی بارہ سو لوگ معتکف تھے تو میں نے کہا بھئی صرف اعتکاف پہ گزارا نہیں کرو ایک کورس ہم نے چلایا جس میں فقہ حدیث اور تفسیر کے 60 کے قریب پیریڈز تھے آٹھ دنوں میں کوئی سات پریڈز کسی دن آٹھ پریڈز اس طرح کوئی 65 پریڈز تھے تو ان میں ہم نے ایک نظام ترتیب دیا کہ بنیادی مسائل نماز اور وضو کے حلال و حرام کے جائز نا جائز توحید و رسالت کے متعلق قرآنی آیات اور ان کی تشریح احادیث تو ان ساٹھ پریڈز میں جو ساٹھ لیکچرز ہو سکتے ہیں وہ دیتے جائیں انتیس رمضان کو امتحان ہوا کچھ لوگ فیل ہو گئے وہ اگلے کورس میں (try) کر لیں گے زیادہ اسے پاس کر گئے پاس ہونے والوں کو ہم نے سرٹیفیکٹ دیئے مارکنگ ہوئی پیپر چیک ہوئے بزرگ بھی تھے آپ جیسے بزرگ بھی تھے میرے جیسے لوگ بھی تھے سب (status) کے ہر (stage) کے آرمی کے سول کے ہر شعبہ کے لوگ تھے تو لوگوں نے اسے بڑا (enjoy) کیا اب ہم اسے شائع کرکے جہاں جہاں کوئی ساتھی مانگتا ہے وہاں بھیج دیں گے پھر دوسرا کورس ہم تین ہفتے کا ترتیب دے رہے ہیں اور اس سے اگلا بارہ ہفتے کا۔ تاکہ یہ تعلیم بالغاں کے سلسلے میں بھی (the world over) جہاں بھی ہم کسی کے کام آسکیں تو ہم وہ کورسز (Black and White) میں لوگوں تک پہنچائیں گے جو لوگ (Field) میں کام کرتے ہیں وہ کبھی ناول پڑھ لیتا ہے کبھی اخبار دیکھ لیتا ہے کبھی ٹیلی وژن دیکھتا ہے اسے تھوڑا سا دس پندرہ بیس منٹ مطالعہ کے لئے بھی نکال لے تو اس طرح شاید ہم بہت سے لوگوں تک وہ بات پہنچا سکیں یہ ہے وہ تھوڑی سی محنت جو ہم کر رہے ہیں اللہ کریم قبول فرمائے اور ہمارے خلوص کو بھی قائم رکھے اور لوگوں کے لئے مفید بھی بنائے۔

بقیہ :- صفحہ نمبر ۱۲ کا بقیہ آگے

ایک سلطنت اور ایک ریاست پر تو اسلام نافذ کر دو آپ کی اس کوشش میں آپ کی خدمت کے لئے ہم موجود ہیں آپ اس کے درس منگوائیں آپ اس کی تقریریں منگوائیں آپ اس کے کیسٹیں منگوائیں اور آپ اپنے مسائل لکھ کر بھیجیں۔ ہم بنکنگ کے لئے ماہرین کو جمع کر کے کوشش کر رہے ہیں کہ بلا سودی بنکاری کا اجراء کیا جائے۔ ہم عدالتوں میں جانے کی بجائے اپنے مقدمات کو علمائے کرام اور فقیہان دین کی خدمت میں لے جائیں اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ چاہیں الاخوان یہ چاہتی ہے کہ حصول انصاف کمیٹیاں بنائی جائیں اور ہر مظلوم کی دستگیری کی جائے کہ ملک میں جو قانون ہے حاکمان وقت کم از کم اس قانون کے مطابق تو اس کے حقوق دینے پہ مجبور ہو جائیں کہ اس ملک کا قانون اللہ کا قانون ہو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون ہو اور یہ سارا ملک جیسا کہ اسے نام دیا گیا ہے اس کا نام تو مسجد ہے پاکستان کا ترجمہ اگر آپ عربی میں کریں تو مسجد بنے گا اور مسجد کا اردو میں ترجمہ کریں تو پاکستان بنے گا۔ پاک لوگوں کے پاک ماحول میں رہنے کی جگہ وہ کیا ہوتی ہے تو کیا ہوتی ہے تو کیا ہم نے مسجد بنایا ہوا ہے اسے مسجد میں یہی کچھ ہوتا ہے جو ہم کر رہے ہیں آؤ اس مسجد کو واقعی مسجد بنانے کا عہد کریں۔

اللہ کریم آپ کو توفیق عمل دے ہم سب کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ہماری ان حقیر کوششوں کو شرف قبولیت بخشے جو محض اللہ اور اللہ کے دین کی عظمت کے لئے ہو کسی شخص کی ذاتی بلندی کے لئے نہیں۔

نقل نامہ مبارک رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام بنام سلطان مقوقس والی قبط مصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقل نامہ مبارک

جس کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر لگا کر سن سات ہجری میں قبط کے بادشاہ مقوقس حاطب بن ابی بلتعہ عمرو بن عمیر بن سلمہ کے پاس ارسال فرمایا تھا۔ یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے سفر قبط میں جو مصر کے شہروں میں سے ہے اخمیم کے قریب میں ایک قبطی راہب سے خریدا۔ اور پھر سلطان عبد المجید خاں صاحب والئے دولت عثمانیہ کی خدمت میں ہدیتاً پیش کیا۔ سلطان نے باادب

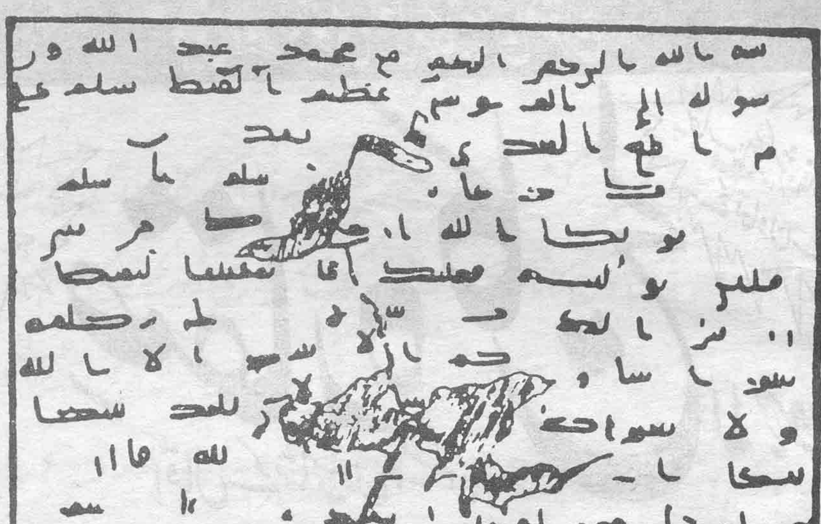

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَی الْمُقَوْقِسِ عَظِیْمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - خدا کے بندے اور اسکے رسول محمد کی جانب سے مقوقس بادشاہ قبط کیطرف سلام ہو اس پر جو ہدایت کی

الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ

پیروی کرے۔ امابعد پس میں تجھ کو دعوت اسلام دیتا ہوں اسلام لے آ سلامت رہیگا اور خدا تعالیٰ تجھے دوہرا ثواب دیگا اور اگر اسلام لانا منظور

فَعَلَیْکَ اِثْمُ الْقِبْطِ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا

نہیں تمام قبط کو دوہرا ہونے والی مصیبت تجھ پر ہوگی۔ اے اہل کتاب آؤ اس بات کیطرف جو ہم تم میں برابر مشترک ہے وہ یہ کہ سوائے خدا کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں

نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو سوائے خدا کے رب بنائیں۔ پس اگر اہل کتاب منہ پھیر لیں تو کہدو کہ اے اہل کتاب گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

فی سبیل اللہ

استادہ ہو کر سر آنکھوں پر ہدیہ قبول فرما کر تبرکات نبوی میں شامل کیا۔ کسی حاکم نے باایں خیال کہ اس تبرک بابرکت سے کوئی محروم نہ رہے۔ اور ہر شخص کے پاس اپنے پیارے رسول کریم صلعم کی یادگار ہو۔ مذکورہ صرف کرکے فوٹو مطابق اصل مہر کا مع دھبہ وغیرہ کے بھی کھنچوایا۔ ہماری خوش قسمتی کہ اس کا فوٹو ہندوستان میں بھی پہنچا۔ جس کی نقل یہ ہے۔ یہ تحفہ مبارک ہر مرض کا شافی طبیب ہوگا جس مریض کے پاس ہو وہ جلدی شفا پاوے خزانہ میں رکھنا باعث برکت ہو۔ تجارت میں روزافزوں ترقی ہو۔ حاکم مہربان ہووے اولاد صاحب اولاد ہو۔ اگر کسی کا بچہ سوکھ کر مرجاتا ہو۔ تو خدا کے فضل سے وہ اس مرض سے نہ مریگا۔ بس جس گھر میں یہ سند مہر نبوت رسول پاک کی ہوگی۔ وہاں ہر طرح کی برکت اور خوشی ہوگی غرض کہ جس نیت سے رکھا جائیگا وہ حاجت برآئے گی۔